عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

پیغمبر رحمت ﷺ کا اپنی قوم سے پہلا خطاب

جلد:۳۱ | ۷ تا ۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۱۲ء | شمارہ:۵

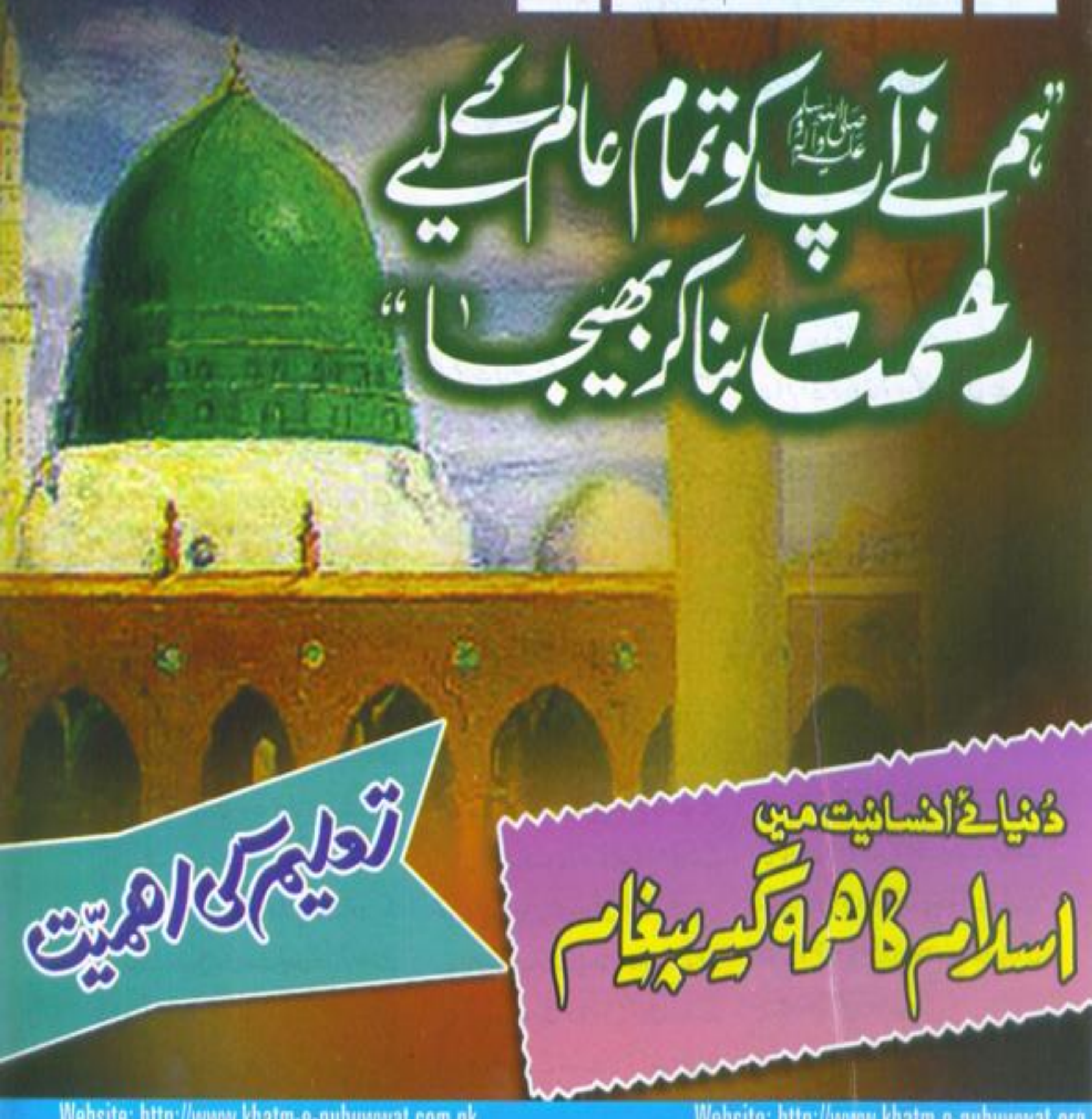

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مطلقہ اور بچوں کا نان ونفقہ

محمد یعقوب، کراچی

س:...... پوچھنا یہ ہے کہ میری بہن کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی۔ اب دو بچیاں جن میں سے ایک کی عمر ۴ سال اور دوسری بچی کی عمر ۲ سال دو ماہ ہیں، ان کی عمروں کے حساب سے ان کے اخراجات کس کے ذمہ ہوں گے؟ بہن حاملہ ہے تین ماہ بعد بچے کی ولادت متوقع ہے۔ بچیاں باپ کے حوالے کردی جائیں یا ماں کے پاس رہیں؟ شروع عدت اور بچے کی ولادت سے لے کر بچے کو دودھ پلانے کی مدت تک اس بچے کے اور بچے کی ماں کے اخراجات کس کے ذمہ ہوں گے؟ دیگر یہ کہ جہیز کا کچھ سامان استعمال شدہ ہے اور کچھ نئی حالت میں ہے، کیا اس کی قیمت سابقہ شوہر سے لی جائے یا تمام سامان جو کہ شادی کے وقت دیا تھا واپس لیا جائے؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں مطلقہ چونکہ حاملہ ہے، اس لئے اس کی عدت وضع حمل ہے جیسے ہی بچے کی پیدائش ہوگی عدت پوری ہوجائے گی اور جب تک عدت پوری نہیں ہوجاتی اس وقت تک مطلقہ کا نان نفقہ اور رہائش کا خرچہ سابقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، جیسے ہی عدت پوری ہوگی تو مطلقہ کی ذمہ داری سابقہ شوہر کے ذمہ سے ختم ہوجائے گی اور عورت بھی دوسری جگہ نکاح کرنے میں آزاد ہوگی اور تمام بچوں کا نان نفقہ اور خرچ بالغ ہونے تک باپ کے ذمہ فرض ہے۔ بچیاں بالغ ہونے تک ماں کے پاس رہیں گی بالغ ہونے پر باپ ان کو اپنی کفالت میں لے سکتا ہے اور اگر لڑکا ہو تو سات سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا، اس کے بعد باپ اسے لے سکتا ہے اور بچوں سے ملنے کا حق ماں باپ دونوں کو ہر وقت ہے، اس پر ماں باپ یا دوسرے لوگوں میں سے کسی کو بھی پابندی لگانے کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر کوئی پابندی لگائے گا تو ایسا کرنا ظلم وزیادتی ہوگا۔ باقی جہیز کا سامان یا جو چیز بھی عورت کی ملکیت تھی، عورت اس کو واپس لے سکتی ہے اور یہ سامان جس حال میں ہو اسی حالت میں وہ خاتون لینے کی حقدار ہوگی سامان کی خرابی اور ٹوٹ پھوٹ کا خرچ شوہر سے نہیں لیا جاسکتا۔

فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا

عبدالسلام، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم لوگ ایک امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ اس امام صاحب نے سورۂ جمعہ کا آخری رکوع شروع کیا، لیکن اس میں دو تین دفعہ غلطی کی، میں نے امام صاحب کو لقمہ دیا، امام صاحب نے لقمہ لینے کی بجائے دوسری سورۃ شروع کردی۔ نماز کے بعد امام صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنی نماز لوٹائیں، کیونکہ آپ نے فرض نماز میں لقمہ دیا، لہٰذا اس کی وجہ سے آپ کی نماز نہیں ہوئی۔ آپ حضرات سے اب پوچھنا یہ ہے کہ: کیا امام صاحب کا یہ کہنا کہ آپ کی نماز نہیں ہوئی یہ صحیح ہے یا نہیں؟ امام صاحب کا یہ کہنا کہ امام کو صرف وتر اور تراویح میں لقمہ دینا جائز ہے، فرض نماز میں لقمہ دینا جائز نہیں ہے، صحیح ہے یا نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر امام صاحب بقدر ضرورت (یعنی جتنی مقدار سے نماز جائز ہوجاتی ہے) قرأت کرچکا تھا تو ان کو رکوع میں چلے جانا چاہئے تھا، لیکن رکوع میں جانے کے بجائے جب اس نے دوسری سورۃ شروع کردی تو اس صورت میں مقتدی کو لقمہ نہیں دینا چاہئے تھا، باقی اب مقتدی کے لقمہ دینے سے اس کی نماز پر کوئی اثر پڑا یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں فقہائے کرام کی عبارات مختلف ہیں، صحیح قول کے مطابق: ''اس صورت میں مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔''

واضح رہے کہ جس طرح نماز تراویح اور وتر کی نماز میں امام کو لقمہ دینا جائز ہے بوقت ضرورت فرض نماز میں بھی امام کو لقمہ دیا جاسکتا ہے، بلکہ بسا اوقات تو لقمہ دینا ضروری ہوتا ہے تاکہ دوبارہ صحیح پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆......☆☆

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۷ تا ۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷/فروری ۲۰۱۲ء — شمارہ:۵

اس شمارے میں!

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ہم نے آپ ﷺ کو تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا	۷	مولانا محمد صادق قاسمی
پیغمبر رحمت ﷺ کا اپنی قوم سے پہلا خطاب	۹	مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ
دنیائے انسانیت میں اسلام کا ہمہ گیر انقلاب	۱۲	محمد اللہ خلیلی قاسمی
تعلیم کی اہمیت... اکابرین اسلام کی نظر میں!	۱۷	مولانا ڈاکٹر شوکت علی
مرزا قادیانی کے تیس جھوٹ (۳)	۲۰	حافظ زبیر علی زئی
امراض مرزا قادیانی (۲)	۲۳	مولانا نور محمد تانڈویؒ
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷-۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

دُنیا کا غم اور اس کی محبت

۱:... "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيْرٍ أَبِيْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ، وَمَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللهِ فَيُوْشِكُ اللهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ اٰجِلٍ. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ." (ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو فقرو فاقہ پیش آئے پھر وہ اسے لوگوں کے سامنے ظاہر کرے تو اس کا فاقہ دُور نہیں ہوگا، اور جس شخص کو فاقہ پیش آئے اور وہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرے تو حق تعالیٰ شانہ ضرور اس کو رزق عطا فرمائیں گے، خواہ جلدی، خواہ کچھ دیر میں۔

۲:... "حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: جَآءَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى أَبِيْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ هُوَ مَرِيْضٌ يَّعُوْدُهٗ، فَقَالَ: يَا خَالُ! مَا يُبْكِيْكَ أَوَجَعٌ يُّشْئِزُكَ أَوْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا؟ قَالَ: كُلٌّ لَا! وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهٖ، قَالَ: "إِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ" وَأَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ. وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى أَبِيْ هَاشِمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ. وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." (ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

ترجمہ:... "حضرت ابو وائل تابعیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ماموں حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں، حضرت معاویہؓ نے عرض کیا کہ: ماموں جان! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تکلیف بے چین کر رہی ہے، یا دُنیا میں رہنے کی خواہش؟ فرمایا: ان میں سے کوئی بات بھی نہیں! اصل وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی جسے میں نبھا نہیں سکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: "تیرے لئے بس اتنی دُنیا کافی ہے کہ تیرے پاس خدمت کے لئے آدمی ہو، اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک سواری ہو" لیکن میں آج دیکھ رہا ہوں کہ میں نے اس سے زائد مال جمع کر رکھا ہے۔"

۳:... "حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْأَخْرَمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ." (ترمذی ج:۲ ص:۵۶)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین حاصل نہ کیجیو، ورنہ دُنیا میں تمہارا جی لگنے لگے گا۔"

ان احادیثِ طیبہ سے دُنیا کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ذوق واضح ہوجاتا ہے، اور اس سے اپنی حالت کا موازنہ کرکے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ہم دُنیا کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس ذوق سے کس قدر محروم ہو رہے ہیں؟ اگر حق تعالیٰ شانہ آخرت کا صحیح یقین اور حقیقتِ دُنیا کی صحیح پہچان نصیب فرمادیں تو واقعہ یہ ہے کہ ہماری زندگی کا نقشہ ہی بدل جائے، اور مال و دولت، صحت و عمر اور قوت و طاقت کا جو خزانہ دُنیا سمیٹنے پر ضائع کر رہے ہیں اس کا رُخ آخرت کا گھر بنانے کی طرف پھر جائے۔

پہلی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا اُصول ارشاد فرمایا جو ایک طرف انسانی نفسیات کی گرہ کشائی کرتا ہے اور دُوسری طرف آدمی کے فقر و فاقہ کا صحیح حل پیش کرتا ہے۔ انسان کی عام عادت یہ ہے کہ جب وہ فقر و فاقہ اور تنگ دستی کا شکار ہوتا ہے تو لوگوں کے سامنے اس کی شکایت کرتا ہے، کچھ لوگ اَز راہِ ہمدردی اس کی مدد بھی کردیتے ہیں، لیکن اس سے اس کے فقر و فاقہ کا مداوا نہیں ہوتا، بلکہ حرص اور لالچ کی آگ مزید بھڑک اُٹھتی ہے، اور ایسے شخص کو کبھی سیرچشمی نصیب نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس اگر تنگ دستی اور فقر و فاقہ پر آدمی صبر کرے اور صرف حق تعالیٰ شانہ سے التجا کرے تو حق تعالیٰ اس کو اطمینان و سکون اور سیرچشمی کی دولت بھی عطا کرتے ہیں، اور اکثر تنگ دستی کے بجائے کشائش سے بھی نواز دیتے ہیں۔ ☆☆☆

محمد اعجاز مصطفی

اداریہ

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اولادِ آدم کے روحانی آفتاب و ماہتاب، سیّد الاولین والآخرین، نبی آخر الزماں، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے ممتاز اور منفرد لقب سے موسوم فرمایا ہے جو اور کسی فردِ انسانی کو عطا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

’’وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔‘‘(الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ:’’اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت، واسطے عالموں کے۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مبارک تمام کائنات کے لئے باعث رحمت ہونے کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے نبی رحمت ہیں۔ حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ناموں کے علاوہ ایک نام’’نبی الرحمۃ‘‘ بھی آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کی وجہ سے اپنی تمام مخلوقات پر بے انتہاء رحمت فرمائی ہے، دنیا کی تمام اقوام وملل اپنی تمام تر مخالفتوں اور توحید و رسالت کے انکار کے باوجود آج بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے فیضان سے مستفید اور حصہ پارہی ہیں۔

اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و تہذیب مٹ چکی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک دنیا میں تاریکی چھائی رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دنیا میں ترقی کی راہیں کھلیں، آپ کی تعلیم و تہذیب کی برکت سے مغربی اقوام ترقی یافتہ کہلائیں، کیونکہ کچھ عرصہ پہلے تک نہ ان کے پاس کوئی تعلیم تھی اور نہ کوئی تہذیب۔ اہل اسلام کی بنائی گئی تعلیم گاہوں، یونیورسٹیوں اور ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ مغربی اقوام بامِ عروج کو پہنچیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال تک مشرکین مکہ کی تکالیف کو برداشت کیا، طائف والوں کا ظلم و جبر، ان کا تشدد و بربریت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان پر سہا، لیکن ان کے لئے بددعا تک نہ فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ان کافروں کے لئے بددعا فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’انی لم ابعث لعّانًا، انما بعثت رحمۃ‘‘(صحیح مسلم، مشکوٰۃ،ص:۵۱۹)

ترجمہ:’’میں لعنت برسانے کے لئے نہیں بھیجا گیا، میں تو رحمت بنا کر مبعوث ہوا ہوں۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:’’انما انا رحمۃ مهداۃ‘‘(تفسیر ابن کثیر،ص:۲۰۱)... یعنی میں تو سراپا رحمت ہوں....

دوسری طرف انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی جو اپنے آپ کو کبھی مجدد، کبھی مہدی، کبھی مثیل مسیح، کبھی مسیح موعود، کبھی خدا کا باپ، کبھی خدا کی بیوی، کبھی ظلی نبی، کبھی بروزی نبی اور کبھی بعینہٖ محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خصائص و کمالات اور مناقب و مفاخر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین کر اپنی ذات پر چسپاں کرنے کی کوششیں کرتا رہا۔ اس کے چند نمونے اور حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا:

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ....“ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں، وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔“

اسی طرح سورۃ الصف، آیت:۹ میں ارشاد فرمایا:

”ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ“

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت (قرآن) اور دین حق (اسلام) دے کر بھیجا ہے، تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔“

ان دونوں آیات کے بارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ پہلی آیت میں ”محمد رسول اللہ“ سے اور دوسری آیت میں ”رسولہ“ سے مراد اس کی ذات ہے، چنانچہ اپنے اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں لکھتا ہے:

”حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ.... چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے: ”ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ“ دیکھو ص:۴۹۸، براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے.... پھر اسی کتاب میں اس مکالمے کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ“ اس وحی الٰہیہ میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۳،۴، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۶،۲۰۷)

اسی طرح مذکورہ بالا آیت ”وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ“ میں تحریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

”اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو (اپنی طرف بلانا تو مرزائے قادیان کا مشغلہ ہے یا ان کی ذریت کا وظیفہ، یہ انہی کو مبارک ہو، مسلمان کسی کو ”اپنی طرف“ نہیں بلاتے، بلکہ ساری دنیا کو... بشمول قادیانی امت کے... حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں، کہ آپ ہی آخری نبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم... ناقل) تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا صاحب) میں ہو کر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج برو تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا، اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعے ثابت کرے گا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی، صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (الفضل قادیان، ۲۶/ستمبر ۱۹۱۵ء)

(باقی صفحہ 24پر)

”ہم نے آپ ﷺ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا“

مولانا محمد صادق قاسمی

یہ بات امت مسلمہ کے لئے بنیادی حیثیت کی حامل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پوری انسانیت کے لئے تمام شعبہ ہائے زندگی میں آئیڈیل اور معیار کی کسوٹی ہے جیسا کہ کلام رب العالمین میں اس کی صراحت ہے:

”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔“

ترجمہ: ”یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت میں بہترین نمونہ ہے۔“

لہٰذا انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور خواہ دنیا کی قبیل سے یا آخرت کی قبیل سے ہوں، ان تمام کی صحت اور عدم صحت کے پرکھنے کی کسوٹی اسوۂ رسولؐ ہے کیونکہ کہ آپ کی حیات مبارکہ انسانی زندگی کے ہر میدان میں مفید مواد فراہم کرتی ہے، اس کے برخلاف دنیا کے دیگر قائدین و پیشواؤں پر نظر ڈالی جائے تو ان کی زندگی کسی مخصوص عمل ہی کے لئے مشعل راہ بن سکتی ہے مثلاً سکندر اعظم، نپولین اور ہٹلر کو لیں تو ان کی زندگی صرف ایک سپہ سالار جنگ اور فاتح کے لئے رہنمائی کا کردار ادا کرسکتی ہے گوتم بدھ کی زندگی ریاضت و عبادات میں خصوصی دلچسپی رکھنے والوں ہی کے لئے سبق آموز ہوسکتی ہے، اسی طرح سے ہومر صرف ایک شاعر تھا، افلاطون ارسطو کو صرف حکمت و فلسفہ ہی میں کمال حاصل تھا۔ دوسرے شعبوں میں ان کی کارکردگی کالعدم تھی اسی وجہ سے ان کے مقام و مرتبہ کے معترف صرف مخصوص طبقے ہی ہوسکتے ہیں لیکن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت تمام بنی نوع انسان میں مسلم تھی، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کردار کا انکار نہیں کرسکتے، قرآن کریم نے متعدد مقامات پر مختلف انداز سے آپ کی عظمت و پاک سیرت کا اظہار فرمایا ہے جس کو نمونہ کے طور پر کچھ آیتوں کے تناظر میں پیش کیا جارہا ہے۔

یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اسماء صفاتی قرآن کریم اور کتاب احادیث میں وارد ہوئے ہیں، لیکن آپؐ کے ذاتی نام دو ہیں اور یہ دونوں نام آپ کے علو مرتبت اور عظمت مقام کے لئے روشن دلیل ہیں۔ سورۂ فتح میں آپ کا نام محمد آیا ہے: ”محمد رسول اللہ“ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ دوسرا احمد ہے، جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی بعثت کی اطلاع دیتے ہوئے بیان کیا تھا:

”مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“

ترجمہ: ”میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں، وہ میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔“

لفظ احمد و محمد کے ماخذ اشتقاق اور دیگر مباحث سے قطع نظر کرتے ہوئے، محمد سے مراد ایسی ذات ہے جو اپنے عادات و خصائل اور کارہائے نمایاں میں ساری دنیا میں مشہور اور تعریف کی ہوئی ہے اور پوری انسانیت جس کے احسانات کی مرہون منت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خواں پوری دنیا ہی نہیں بلکہ عرش پر موجود جملہ ملائکہ بھی ہیں، یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے شب اسریٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب امامت انبیاءؑ پر فائز کرکے تمام انبیاءؑ پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور علو شان کو بالکل واضح فرمادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احمد ان معنوں میں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں، اپنے خالق و مالک کے رتبہ و مقام کی جو معرفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی وہ کسی اور کو نہیں تھی، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بجا طور پر احمد و محمد ہیں اور اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ کا رفع ذکر ہو جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ”ورفعنا لک ذکرک“ (ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا) درحقیقت اگر غور کیا جائے تو عظمت محمد کا کماحقہ علم صرف خدا ہی کو ہے اور اللہ رب العزت نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر عظیم کو شہرت جاوداں بخشنے کے لئے ایسا دائمی اہتمام فرمادیا ہے کہ روئے زمین کے ہر ہر گوشے میں رات و دن کے ہر ہر لمحہ میں آپ کے اسم مبارک کا ذکر ہوتا رہتا ہے اور اللہ کی معبودیت کے ساتھ آپؐ کے منصب رسالت کی شہادت دی جاتی ہے، اسی طریقہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا شرط لازمی ہے پھر ایمان لانے کے بعد جس طرح اللہ کی اطاعت فرض ہے، اسی

طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت بھی ضروری ہے' جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو مٹانے کی کوشش کی اللہ رب العزت نے "ان شانئک ھو الابتر." (بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے) فرما کر ان کی نسل کا روئے زمین سے صفایا کر دیا' اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ابوجہل و ابولہب اور دیگر دشمنانِ محمد کو دنیا ملعون کہہ کر پکارتی ہے اور کسی نے آج تک اپنی اولاد کا نام ان کے نام پر نہیں رکھا' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر بچوں کے نام بکثرت پائے جاتے ہیں' ایسے ہی آپ کی عظمت و رفعت کے لئے یہی کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا' جس کا تذکرہ قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً."

ترجمہ: "ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر مبعوث فرمایا."

چنانچہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دنیا کے ہر رنگ' ہر طبقہ اور ہر علاقہ کے انسانوں کے لئے داعی الی اللہ ہے' آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک عمل سب کے لئے یکساں نمونہ پیش کرتا ہے' آپ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا یہ حال تھا کہ روئے زمین کے تمام اعاظم و اکابر آج بھی دم بھرتے ہوئے نظر آتے ہیں' جس کے متعلق خود خالق کائنات نے گواہی دی:

"انک لعلی خلق عظیم."

ترجمہ: "بے شک آپ کا اخلاق بڑا بلند تھا."

اس جامع ترین آیت کے بعد رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و کردار پر کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے بلکہ نبوت سے پہلے بھی آپ کی زندگی ایسی بے داغ صاف وشفاف چشمہ کے مانند کہ پورے عرب میں آپ صادق و امین کے لقب سے مشہور تھے' دوست و دشمن سب ہی آپ کی صداقت و امانت کے گرویدہ تھے' بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی پیغام نبوت کا اعلان فرمایا اور ہر طرف سے مخالفت و معاندت کا بازار گرم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے سامنے یہی دلیل بطور معجزہ آپ کی زبان مبارک سے پیش کی:

"فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون."

ترجمہ: "یقیناً میں اس (اعلان نبوت) سے پہلے تمہارے سامنے ایک عمر گزار چکا ہوں' کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے."

یعنی جس شخص کی معیاری زندگی ایک کھلی کتاب ہے' جس نے عام دنیاوی معاملات میں تم سے راست باز اور امین ہونے کی سند حاصل کر لی' جس کی زبان زندگی میں کبھی جھوٹ سے آشنا نہیں ہوئی' آخر وہ خالق کائنات کے بارے میں جھوٹ کا مرتکب کیسے ہوسکتا ہے' جس کی شفقت و رحمت صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے عام تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی' غمگساری اور رحم دلی سے دوست و دشمن ہی نہیں بلکہ عقل وخرد سے عاری جانور بھی برابر فیضیاب ہوتے رہتے تھے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین."

ترجمہ: "ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا."

یقیناً آپ کی نرمی طبع کا نتیجہ تھا کہ آپ نے تیئیس سال کی قلیل مدت میں اخلاق و کردار سے عاری گم کردہ راہ منتشر قوم کا شیرازہ یکجا کر کے ان کے باطل افکار و نظریات کو حقیقی رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن کر دیا اور ان میں ایک دیرپا و دوررس انقلاب عظیم کی لہر پھونک دی. ارشاد ربانی ہے:

"اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لئے نرم خو ہو گئے اور آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے."

یہی وجہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی ہر تکلیف بڑی شاق محسوس ہوتی تھی' جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں بجا طور پر موجود ہے:

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا ہے' اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے' تمہاری بھلائی کے لئے وہ حریص ہے وہ مومنوں پر نہایت ہی شفیق و مہربان ہے."

ایسے ہی عام لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی وشفقت کا یہ عالم تھا کہ جو لوگ آپ کی دعوت پر ایمان نہ لاتے آپ ان کے لئے بڑے فکر مند رہتے اور ان پر عذاب آخرت کا تصور کر کے دل میں گھٹن محسوس کرتے' اسی کی منظر کشی کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

"اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو شاید آپ اسی بات پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک کر ڈالیں گے."

انسانوں پر آپ کی شفقت و رأفت ایک ایسی عظیم صفت ہے جس کی نظیر پوری تاریخ انسانی نہیں پیش کر سکتی.

☆☆..........☆☆

پیغمبر رحمت ﷺ کا اپنی قوم سے پہلا خطاب

مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی

چنانچہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۴۲ کسروی کو دوشنبہ کے دن صبح کے وقت پیدا ہوکر مکہ میں تشریف لائے اور پوری تریسٹھ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۰ ہجری بیوم دوشنبہ بوقت صبح مدینہ میں وصال فرمایا۔ چالیس سال کی عمر میں خلعت نبوت عطا ہوا اور کل تیئس سال میں منصب رسالت کے جو مہمات آپ نے انجام دیئے، انہوں نے ہر ذی روح کے قلب پر آپ کی حیرت انگیز قابلیت کا سکہ جما کر گویا ہر متنفس کے دل سے اقرار لے لیا کہ درحقیقت اس باعظمت خدمت کا انجام دینا بجز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کا کام ہرگز نہ تھا۔

آیئے اب آپ کے طرز معاشرت اور حالات تمدن پر نظر ڈال کر آپ کے باعظمت کام کی جلالت کا مشاہدہ کریں، اور رفع بغاوت کی صورت ونتیجہ کو بقدر ضرورت تفصیل کے ساتھ سنئے:

عرب ایک وسیع ملک ہے جس میں مختلف صوبے اور متعدد شہر اور بستیاں آباد ہیں، مگر اس کی شہرت اور زیادہ تر آبادی کا سبب مکہ مکرمہ ہے جس میں دنیا بھر کی مخلوق کا معبد یعنی بیت اللہ واقع اور ابتدأ آفرینش عالم سے مرجع خلائق بنا رہا ہے۔ ایسے مقام کے باشندوں کا جہاں سلاطین جہان و شاہان ملک بھی سر جھکاتے آئیں اور ہر قسم کی نذر اور نیازیں چڑھائیں، جو کچھ بھی رنگ ہونا چاہئے اس کو ہر قوم وملت اپنے معبد کے مجاوروں کی حالت دیکھ کر سمجھ سکتی ہے، یہاں کے مجاور و متولی قریش تھے، جنہوں نے عام باشندوں پر فوقیت کی غرض سے اپنے لئے امتیازی خصوصیتیں قائم کر رکھی تھیں۔ یہی لوگ بیت اللہ کے خادم اور عرب کے حاکم سمجھے جاتے تھے اور اس وجہ سے گویا تمام دنیا پر اپنی عظمت واقتدار کا سکہ جمائے ہوئے تھے۔ مذہبی رنگ سے بالکل جدا ہوکر ان کی آزادانہ زندگی اور خود مختارانہ گزران کا خلاصہ یہ تھا کہ آبائی رسومات کے پابند تھے، نوتراشیدہ رواج کو مذہب سمجھتے تھے، خیالات کی پرستش کرتے تھے، مورتوں کو پوجتے تھے، جماد محض کو نفع ونقصان کا مختار جانتے تھے، اور اس میں اس درجہ منہمک ہوگئے تھے کہ ان کو سجدہ نہ کرنا ان کی بے توقیری سمجھتے اور ڈرا کرتے تھے کہ ان کی ناراضی سے ہم یالاولد بے زر مخبوط الحواس ہو جائیں گے یا اور کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہوکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اس تو ہم پرستی کے علاوہ عظمت مسجد الحرام کا یہ حال تھا کہ اس کو گویا ایک چوپال بنا رکھا تھا کہ یہیں مشورے لئے جاتے یہیں مقدمات فیصل ہوتے اور یہیں قومی مفاخر پر مشاعرہ اور مناظرہ کے جلسے منعقد ہوتے تھے، عبادت کے قصد سے آتے تو تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے تھے، یہ قریش ہی کی خصوصیت تھی کہ کپڑے پہن کر بیت اللہ کا طواف کرسکیں، باقی تمام قبائل جب آتے تو بالکل برہنہ طواف کرتے اور عورت ہو یا مرد ننگے ہوکر بے حیائی کے ساتھ اس کے چکر لگایا کرتے تھے، ایام گزاری کا رنگ یہ تھا کہ مردار کھاتے، شرابیں پیتے، جوا کھیلتے، ڈاکا ڈالتے اور یتیموں رانڈوں کے مال کو اپنا ذاتی سمجھ کر ہضم کر جاتے تھے۔ ایک عورت کئی کئی مردوں سے نکاح کر لیتی اور نمبروار ہر ایک کی زوجیت کا حظ حاصل کرتی تھی، باپ کے مرنے کے بعد مادر کو منجملہ دیگر مال منقولہ کے ترکۂ پدری سمجھتے اور اس پر قابض ہوکر جی چاہتا تو اس سے خود نکاح کرتے، ورنہ معاوضہ لے کر دوسرے کے حوالہ کردیتے تھے، نابالغ بچوں اور عورت ذات لڑکیوں کو یہ کہہ کر ترکۂ پدری سے محروم کردیتے تھے کہ ''مرنے والے کی میراث وہ لے جو اس کا طرف دار بن کر دشمن سے جنگ کرسکے۔'' چونکہ کسی کو داماد بنانا عار سمجھتے اور یوں بھی جنگ کے خوگر ہونے کی وجہ سے بصورت مغلوبیت اندیشہ رہتا تھا کہ بیکس ولاوارث لڑکیاں دشمن کے قبضۂ تصرف میں چلی جائیں گی، اس لئے پیدا ہوتے ہی ان کو قتل کردیتے یا معصوم وبے زبان بچی کو اپنے ہاتھوں زندہ اور جیتے جی مٹی میں دبا آتے تھے، روزمرہ کے کاروبار میں خاص دنوں اور مہینوں کو مانتے تھے، جانوروں کی آواز اور اس کے داہنے بائیں اڑنے سے شگون لیتے، جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے، مورتوں کی نیازیں چڑھاتے اور اسی کو عین دین سمجھے ہوئے تھے، بچے بادشاہ اور پیدا کرنے والے خدا کی شکرگزاری کا تو کیا پوچھنا ان کو خدا کے خالق اور مالک ہونے کا

بھی اقرار نہ تھا، دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ جو حیرت خیز انتظام سے چل رہا ہے ان کے نزدیک اتفاقی تھا اور گویا بلا کسی موجد کے یوں ہی ہوتا چلا آتا تھا، دنیوی اعمال وافعال پر جزا سزا کا ہونا ان کو مستبعد معلوم ہوتا اور حشر ونشر کے تذکرے ان کے قصے کہانیوں کا بھی جزو نہ رہے تھے، فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے، جنات اور کاہنوں کو غیب دان جانتے اور حوادث و واقعات عالم کو ستاروں کی رفتار اور بروج میں آمد ورفت کا اثر سمجھتے تھے۔ حُسن پرستی اور رقص وسرود سے دلچسپی تھی، لہو ولعب میں مزہ آتا اور فحش و بدکاری سے لذت حاصل ہوتی تھی، سفر کرتے تو جھوٹی کہانیاں سنانے والوں اور قصہ گویوں کو ساتھ رکھتے تھے، شعر گوئی کا لغو مشغلہ ان کا علمی مایۂ ناز تھا، جس میں اپنی تعریف، بڑائی، شرافت اور دوسروں پر بہر نوع فوقیت نظم کی جاتی اور بھ ے مجمعوں میں سنا کر داد چاہی جاتی تھی، خانہ جنگی اور خونریزی ان کا بہادرانہ کرتب اور نسل کی شرافت کا پروانہ تھا، جس کی بدولت بچے بچے کی جان ہر وقت خطرہ میں اور گویا ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھی، کینہ اور عزم انتقام کو شریفانہ جوہر اور قومی عظمت کی دستاویز سمجھے ہوئے تھے، جس سے کوئی خاندان اور کوئی قبیلہ بھی خالی نہ تھا، باہمی مخالفت اور آپس کی نزاع سے ہزاروں عورتیں رانڈیں بن چکی تھیں اور لاکھوں بچے یتیم، دوسرے کا محکوم ہونا موت سے زیادہ شاق تھا اور اپنے سے بالا کسی کو دیکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ غرض ان کے تمدن و معاشرت کا ہر پہلو خراب تھا، اور جب عرب ہی اس اندھیری حالت میں پڑا ہوا تھا تو دوسروں کا کیا پوچھنا کہ مثل مشہور ہے:

''چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی''

ایسی خطرناک حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خلیل اللہ کی نسل میں اشرف خاندان یعنی بنی ہاشم میں پیدا ہوئے اور مکہ کے سردار عبدالمطلب کے پوتے بن کر قومی اور ملکی اصلاح کے لئے دنیا میں تشریف لائے، آپ تنہا تھے اور بچپن ہی میں والدین کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا، چالیس سال کی عمر آپ نے نہایت وقار ومتانت کے ساتھ گزاری، امانت داری میں ضرب المثل ہوئے، سچائی اور صاف گوئی میں شہرت پائی، اپنے اخلاق و عادات کی وجہ سے ہردلعزیز بنے اور باوجودیکہ اپنی وہم پرست قوم کی رسومات سے ہمیشہ علیحدہ رہے کسی کو آپ سے نفرت کرنے کا موقع نہیں ملا، اس مدت میں آپ نے کسی کے سامنے کتاب نہیں رکھی، کچھ پڑھا نہیں، لکھنا سیکھا نہیں، دوسرے مذہب والوں سے ملے نہیں، ان کی صحبت اور میل جول سے مذہبی معلومات حاصل نہیں کی، قانون بنانا جانا نہیں، سیاست وملکی انتظام کی طرف توجہ نہیں کی، ریاست و حکومت کا وسوسہ بھی دل پر نہیں آیا، بڑا بننے یا بہ تکلف اپنے کو بنانے کی خواہش بھی نہ ہوئی دفعتاً چالیس سال پورے ہونے پر حق تعالیٰ شانہ کا فرمان آپ پر نازل ہوا اور علم لدنی پڑھا کر آپ کو منتخب کیا گیا کہ ہاں کھڑے ہوں اور اپنا کام شروع کرو، مفسدوں کو شاہی عذاب سے ڈراؤ، اپنے مربی شاہنشاہ کی عظمت وکبریائی قائم کرو، شرک کی گندگی کو دور کرو اور اصلاح خلائق کے قابل قدر کارنامہ کا کسی پر احسان مت جتاؤ، غرض اپنی مفوضہ خدمت کے انجام دینے میں جو کچھ بھی سر پڑے اسے اٹھاؤ، مصیبتیں جھیلو، ایذائیں سہو، تکلیفیں برداشت کرو اور اٹل پہاڑ بن کر جمے رہو، نہ از جارفتہ ہو اور نہ شکوۂ بے صبری کرو۔

چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے اور پس وپیش کا اندیشہ کئے بغیر کوہ صفا پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا اور بھرے مجمع میں آواز دی کہ میں تمہارے پاس بادشاہ کی طرف سے سفیر بن کر آیا ہوں، بادشاہ کا مجھے حکم ہے کہ اس کا پیغام تم کو پہنچادوں اور اس کے قوانین جو حال ہی میں جاری ہوئے ہیں تمہیں سنادوں اور تمہارے دلوں کا زنگ دور کروں، کجی اور ظلمت مٹاؤں اور اس راستہ پر چلاؤں جس پر چلنے سے تمہارا بادشاہ خوش ہو، تم کو نوازے اور تمہارے کارناموں کو قدر کی نظر سے دیکھ کر صلہ و انعام عطا فرمائے، تمہارے بادشاہ کا مجھے حکم ہے کہ میرا کہنا مانو، میری راہ چلو، امن کی زندگی گزارو اور اس دائمی حیات کی فکر کرو جو چند روز بعد تم کو حاصل ہونے والی ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ انسان بنو اور اپنی شرافت وعظمت کا پاس کرو، سر اور پیشانی جو تمہارے جسم کا بالا اور سب سے زیادہ باعظمت عضو

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

ہے پتھر یا لکڑی کے سامنے مت جھکاؤ، بُت پرستی اور وہم وخیال کی پوجا سے علیحدہ ہو جاؤ، وہ رسمیں جو تم نے باپ دادا سے سیکھی ہیں ترک کر دو، بُری عادتیں جن سے عقلِ سلیم انکار کرتی ہے اور جن سے آج تک بجز ضرر اور بدامنی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا چھوڑ دو، عمر کو غنیمت جانو، وقت کی قدر کرو اور میری تصدیق کر کے اس راہ پر چلنا اپنے اوپر لازم کرلو جو تم کو بتاؤں، کیونکہ اسی طریق سے تم اپنے بادشاہ کی خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہو اور دنیا و آخرت کی دونوں زندگیاں لطف اور لذت کے ساتھ گزار سکتے ہو۔

آپ کی تقریر سن کر آپ کی قوم حیران رہ گئی کہ یہ کیا قصہ ہے، وہ شخص جواب تک نیک چلن، راست باز، خندہ رو، امانت دار، سنجیدہ اور ہردلعزیز خصلتوں میں نام آور رہا، دفعتاً کیسی باتیں کرنے لگا، کس منصب عظیم کا دعویدار بن گیا، کیسی انوکھی اور نرالی عبادت کا حکم دیتا اور سارے ملک وقوم کے مردے اور زندوں کے خلاف طریقہ پر اپنے بڑے چھوٹوں کو بلاتا ہے، کیا ان کو جنون تو نہیں ہو گیا، عقل تو نہیں جاتی رہی، کسی دیوتا کی جھپیٹ میں تو نہیں آ گئے، آخر بات کیا ہے؟ کیا ہمارے سارے اسلاف اور بڑے جاہل تھے، کیا ان رسموں پر چلنے والے سب احمق ہی ہیں، کیا یہی ایک شخص دنیا بھر میں عاقل پیدا ہوئے ہیں کہ اپنے بیگانوں سب کو بے وقوف بتاتے اور گمراہ بتاتے ہیں، ہمارے سامنے کا پیدا ہوا بچہ آج اس قابل ہو گیا کہ ہمارا استاد بنتا اور ہم کو تمیز سکھاتا ہے، کیا یہ شخص چاہتا ہے کہ ہماری گدی اور ریاست چھین کر حاکم بن بیٹھے اور ہم اس سے دبک کر رہنا پسند کریں، کیا ہمارا تمدن اور طرزِ معاشرت اصلاح کا محتاج ہے اور کیا ان کے علاوہ عرب کے لکھو کھا باشندوں میں کسی ایک کو بھی ان کے نقائص کی اطلاع نہیں ہوئی، سمجھ میں نہیں آتا کہ عبداللہ کے صاحبزادہ کو پوری عمر پر پہنچ کر کس خیال نے اس دعوے کا مدعی بنایا، جس کو سن کر ہنسی آتی ہے، بھلا خدا کو سفیر بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ وہ خود جو چاہتا ہم سے کہہ سکتا تھا اور اگر ہمارا طریقہ اس کی مرضی کے خلاف ہوتا تو اس پر چلنے ہی کیوں دیتا، کبھی کے ہم رُک گئے ہوتے یا مر چکے ہوتے اور اگر کسی سفیر کا آنا مصلحت ہوتا بھی تو کوئی فرشتہ آتا جس کا مقرب ہونا سب کو معلوم ہے، آدمی اور آدمی بھی ہماری قوم کا اور وہ بھی گود کا کھلایا ہوا یتیم، رسول بن کر آوے جس کے پاس نہ مال، نہ جائیداد، نہ بکثرت اونٹ اور نہ نہروں والے باغات، اگر دیوانگی نہیں تو کیا ہے؟ بھلا کون ایسا بے وقوف ہے جو ان کا کہنا مان لے گا اور مدت ہائے دراز کے آبائی طریقہ کو خیرباد کہہ کر ان کے نو ایجاد قانون پر چلنے لگے گا؟ (جاری ہے)

Hameed® Bros Jewellers
HB® TRUSTABLE MARK
حمید برادرز جیولرز

3, Mohan Tarrace Shahrah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone: 35675454, 35215551 Fax: (092-21) - 35671503

دنیائے انسانیت میں

اسلام کا ہمہ گیر انقلاب

محمد اللہ خلیلی قاسمی

☆☆..................☆☆

تاریخ انسانی میں اسلام سراپا انقلاب ثابت ہوا ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں تاریخ ساز تبدیلی پیدا کی ہے۔ اسلام نے دنیا کے مذہبی و سیاسی، علمی و فکری اور اخلاق و معاشرتی حلقوں میں نہایت پاکیزہ اور دوررس انقلاب کی قیادت کی ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں تک آفتاب اسلامی کی کرنیں نہ پہنچی ہوں۔ قافلۂ انسانیت، اسلام کی آمد سے پہلے ایک بھیانک اور تباہ کن رخ کی طرف محوِ سفر تھا، مجموعی طور پر پوری دنیا کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور علمی حالت نہایت ابتر تھی۔ اسلام کی دل گیر صداؤں نے اسے ایک روح پرور، حیات بخش اور امن آفریں منزل کی طرف رواں دواں کردیا۔ کرۂ ارضی مذہبی بے راہ روی، اخلاقی انارکی، سیاسی پستی، طبقاتی کشمکش، علمی و فکری تنزلی اور معاشرتی لاقانونیت کے اس آخری نقطے پر پہنچ چکا تھا، جس کے آگے سراسر ہلاکت، شر و فساد اور ہمہ گیر تباہی کی حکمرانی تھی۔ اسلام نے دنیا کو اس مہیب صورت حال سے نکال کر سرخ روئی اور سرفرازی عطا کی۔

اسلام سے پہلے اور بعد کی عالمی تاریخ کا اگر تقابلی جائزہ لیا جائے تو بہت واضح طور پر محسوس ہوگا کہ اسلام کا ظہور تاریخ عالم کا سب سے زیادہ صالح انقلاب ثابت ہوا ہے۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اس عالم رنگ و بو میں بپا ہونے والا ہر انقلاب اسلامی انقلاب کا براہ راست یا بالواسطہ نتیجہ ہے۔ اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد کی انسانی دنیا بالکل مختلف ہے۔ زمانے کے ان دونوں ادوار کے مابین اسلام ایک واضح نشان امتیاز محسوس ہوتا ہے۔ اسلام کے بعد کی دنیا میں انسانی زندگی کا ہر پہلو خوشگوار اسلامی انقلاب کی باد بہاری سے مہک اٹھا ہے۔ خواہ وہ مذہبی و سیاسی پہلو ہو یا اخلاقی و معاشرتی ہو یا علمی و سائنسی۔ قرآن کریم نے اپنے بلیغ اور جامع پیرائے میں اس کو: "من الظلمات الی النور" (تاریکی سے روشنی کی طرف) سے تعبیر کیا ہے۔ (دیکھئے سورۃ بقرہ:۲۵۷، سورۃ مائدہ:۱۶، سورۃ ابراہیم:۱، سورۃ حدید:۵۷)

آج ہم جس تاریخ کو پڑھتے ہیں وہ عموماً مغربی مورخوں اور مصنفوں کے خیالات اور اصطلاحات پر مشتمل ہوتی ہے۔ یورپ جس کی ذہنی ترقی اور علمی و فکری بلندی کی تاریخ مسلمانوں کے زیر اثر چند سو سال پہلے شروع ہوئی اور جس کا نقطۂ آغاز انقلاب فرانس یا اقتصادی انقلاب کہا جاسکتا ہے۔ اس سے قبل کی تاریخ کو اہل یورپ تاریک دور (Dark Age) یا ازمنۂ وسطیٰ (Middle Ages) سے یاد کرتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل یہ تاریکی عالمگیر تھی، لیکن ساتویں صدی کی ابتدا میں جب جزیرہ نمائے عرب میں آفتاب اسلام طلوع ہوا، اس کی روشنی (صرف ساتویں صدی) کے اخیر تک ایشیا و افریقہ کے ایک بڑے حصے کو منور کرچکی تھی۔ یہ تاریکی صرف یورپ میں چھائی ہوئی تھی اور مسلم اسپین و قبرص و سسلی کے استثناء کے ساتھ یہ تاریکی وہاں مسلسل بعد کی کئی صدیوں تک چھائی رہی، عین اس وقت جب یورپ تاریک دور کی اندھیریوں میں گم تھا، اسلامی تہذیب و تمدن کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور وہ زمانہ تاریخ عالم کی مذہبی، سیاسی، علمی و فکری تاریخ کا روشن ترین زمانہ تھا۔ مشہور مغربی مفکر برٹرینڈ رسل (Betrand Russel) نے لکھا ہے کہ: "۶۹۹ عیسوی سے ۱۰۰۰ عیسوی تک کے زمانے کو تاریک دور کہنے کی ہماری اصطلاح مغربی یورپ پر ناجائز ترکیز کی علامت ہے۔ اس وقت ہندوستان سے اسپین تک اسلام کی شاندار تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت عالم عیسائیت کو جو کچھ دستیاب نہیں تھا وہ اس تہذیب کو دستیاب تھا، ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ مغربی یورپ کی تہذیب ہی تہذیب ہے، لیکن یہ ایک تنگ خیال ہے۔"

(History of Western Philosophy, London, 1948, p:419)

اسلام کا مذہبی و روحانی انقلاب:

ظہور اسلام سے قبل دنیا کی مذہبی حالت نہایت خستہ تھی۔ عرب اس وقت کی آباد دنیا کے وسط میں واقع تھا، وہاں کفر و شرک اور جہالت و لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ قتل و غارتگری، ظلم و ناانصافی کا راج تھا۔ عرب میں ایک دو نہیں، ہزاروں بت تھے، صرف خانۂ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے اور ہر ہر گھر کا بت الگ تھا، یہی نہیں، بلکہ معبودوں کی فہرست میں جنوں،

فرشتوں اور ستاروں کا بھی نام تھا، کہیں کہیں آفتاب پرستی بھی رائج تھی۔

روم وایران اس وقت دنیا کی دو سپر طاقتیں تھیں اور آباد دنیا کے نصف سے زیادہ حصے پر ان کی حکومت تھی، لیکن وہاں اخلاق و مروت، عدل و انصاف کا نام ونشانہ نہ تھا۔ روم اپنی قدیم یونانی علمی و مادی ترقیات کے باوجود انتہائی ذلت و پستی میں پہنچ چکا تھا۔ ایران میں آتش کدے روشن تھے، جن کے آگے سر نیاز خم کئے جاتے تھے۔ پوری انسانی سوسائٹی طرح طرح کی مذہبی و اخلاقی خرابیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہندوستان میں بھی ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ تمام ملک میں بت پرستی کا زور تھا۔ ستاروں، پہاڑوں، درختوں، حیوانوں، پتھروں اور حتی کہ شرم گاہوں کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔

یہودی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات بھول کر دنیا کے مختلف خطوں اور گوشوں میں ذلت کے ساتھ دردر کی ٹھوکریں کھارہی تھی، خود عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل دعوت اور پیغام کو چھوڑ کر انہیں خدا کا بیٹا مان چکے تھے۔ وہ انجیل میں تحریف کر چکے تھے اور سینٹ پال پولس کی پیش کردہ عیسائیت کے پیروکار ہو چلے تھے۔ بدھ ازم چند سو سال کی آب وتاب کے بعد تیزی سے روبزوال تھا۔ بدھ مذہب کے پیشوا خانقاہوں میں تیاگی بن کر بیٹھ گئے تھے، گوتم بدھ جو شرک کے خلاف مشن لے کر آئے تھے، ان کے ماننے والوں نے خود انہیں کو خدا کا بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی تھی۔

غرض ساتویں صدی عیسوی تک روئے زمین پر ایسی کوئی قوم نہیں تھی جو مزاج کے اعتبار سے صالح کہی جاسکے، نہ کوئی ایسا دین تھا جو انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف صحیح نسبت رکھتا ہو، اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کہیں کہیں عبادت گاہوں میں اگر کبھی کبھی کچھ روشنی نظر آجاتی تھی تو اس کی حیثیت ایسی ہی تھی جیسے برسات کی شب دیجور میں جگنو چمکتا ہے۔ صحیح علم اتنا نایاب اور خدا کا سیدھا راستہ بتانے والے اتنے خال خال تھے کہ ایران کے بلند ہمت اور بے چین طبیعت نوجوان سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) کو ایران سے لے کر شام تک کے اپنے طویل سفر میں صرف چار راہب ایسے مل سکے، جن سے ان کی روح کو سکون اور قلب کو ذرا اطمینان حاصل ہوا، غرض یہ کہ دنیا مذہبی کشاکش سے دوچار تھی اور انسانیت کی کشتی مسائل کے گرداب میں چکر کھارہی تھی۔ کوئی ایسا باہمت شناور نہ دکھائی دیتا تھا، جو اسے موجوں کے تلاطم سے بچا کر ساحل مراد تک پہنچا سکے، مایوسی کے اس عالمگیر سناٹے میں صحرائے عرب سے ایک صدا بلند ہوئی:

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا." (النساء:۱۷۰)

ترجمہ: "اے لوگو! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق لے کر آگئے ہیں، اب (ان پر) ایمان لے آؤ کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ اگر (اب بھی) تم نے کفر کی راہ اپنائی تو (خوب سمجھ لو کہ) تمام آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کا ہے اور اللہ علم اور حکمت دونوں کا مالک ہے۔"

اسلام کی اشاعت:

پھر کیا تھا؟ سسکتی ہوئی انسانیت کی ڈھارس بندھ گئی، تشنہ کاموں کی سیرابی کا انتظام ہوگیا اور حق کے طالب اور سلیم روحیں قرآن کی اس آواز پر لبیک کہنے لگیں۔ ہزار مخالفتوں اور رکاوٹ کے باوجود اسلام کی تسخیری قوت نے عمل کرنا شروع کیا اور اسلام کے نام لیواؤں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی، تا آنکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک صرف تئیس سال میں اسلام پورے جزیرۃ العرب میں پھیل چکا تھا۔ خلافتِ راشدہ کے تیس برسوں میں اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر شام ومصر اور ایران وعراق سے گزرتا ہوا شمالی افریقہ اور وسطی ایشیا کے علاقوں تک پھیل گیا۔ خلافتِ بنی امیہ کے ابتدائی چند عشروں میں اسلام پورے شمالی افریقہ سے ہوتا ہوا یورپ کے مختلف علاقوں جیسے سسلی، قبرص اور خصوصاً اسپین تک پہنچ چکا تھا اور مشرق میں وسط ایشیا سے ہوتا ہوا سندھ اور ہندوستان میں بھی داخل ہو چکا تھا۔ ایک صدی سے کم عرصہ میں اسلام ایک عالمگیر مذہب بن گیا۔ ایک مستشرق کے الفاظ میں: انسان کی پوری لمبی تاریخ میں اس سے زیادہ تعجب خیز شاید کوئی اور واقعہ نہیں جتنا کہ غیر معمولی تیز رفتاری کے ساتھ اسلام کا پھیلاؤ۔" کون اندازہ کرسکتا تھا کہ وہ پیغمبر اسلام جنہیں ۶۲۲ء میں ان کے وطن سے نکال دیا تھا اور وہ ایک اجنبی شہر میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے، ایک ایسے مذہب کی بنیاد رکھیں گے جو ایک صدی کے اندر مغرب میں فرانس کے قلب تک پہنچ جائے گا اور مشرق میں دریائے سندھ کو عبور کر کے چین کی آخری حدود تک پہنچ جائے گا، یعنی آدھی مہذب دنیا پر۔

"اشاعت اسلام" کے مقدمے میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس (اسلام) کی روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاحات نے نہ صرف حلقہ بگوشانِ ادیان سابقہ کو اپنا گرویدہ بنالیا، بلکہ ریگستانوں میں بادیہ پیمائی کرنے والوں اور پہاڑوں میں وحشیانہ زندگی بسر کرنے والوں کو اپنا مطیع کرلیا، یہی وجہ ہے

کہ نہایت تھوڑی سی مدت میں بحر اٹلانٹک کے ساحل سے لے کر بحر پاسفک کے کناروں تک اور بحر منجمد شمالی کے برفستان سے لے کر صحرائے کبیر افریقہ کی انتہائی گرم حدود تک ہزار ہا ہزار میل کی مسافت میں اس کا ڈنکا بجنے لگا۔‘‘ (ص:۷)

اسلام کی خصوصیات:

اسلام نے ایک جامع و مکمل نظام زندگی اور ابدی دین فطرت دنیا کے سامنے پیش کیا، اسلامی عقائد و تعلیمات اور اسلامی نظام زندگی سابقہ سماوی ادیان کا جامع تھا۔ اسلام نے سارے مذاہب کی خوبیوں کو اپنے اندر سمو لیا اور ان مذاہب میں انسانوں نے جو اضافے یا تبدیلیاں کر لی تھیں ان کو نکال باہر کیا۔ گویا اسلام سماوی مذاہب کا سب سے آخری اور مکمل ایڈیشن تھا، جو سب کی خوبیوں کا مجموعہ تھا۔

قرآن عظیم نے اسی کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا‘‘ (المائدہ:۳)

ترجمہ: ’’آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔‘‘

’’اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ‘‘ (آل عمران:۱۹)

ترجمہ: ’’بے شک (معتبر) دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔‘‘

اسلام نے اپنی تعلیمات کی جامعیت اور اپنے پیغام کی آفاقیت سے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ کسی مخصوص وقت اور قوم کی حدود سے ماورا ایک آفاقی اور ابدی پیغام کا حامل ہے۔ اسلام ابتداء ہی سے مختلف رنگ و نسل اور مختلف قوم و وطن کے درمیان عملی شکل میں موجود رہا اور تاریخ کے ہر مرحلے میں اس نے اپنی زندہ تعلیمات اور آفاقی پیغام سے کروڑہا افراد کے عقیدہ و عمل کو متاثر کیا ہے۔

اسلام نے مذہب کی اساس توحید خالص کی طرف دعوت دے کر مذہب کی دنیا میں انقلاب پیدا کیا۔ اسلام سے قبل کے مذاہب اور تہذیبیں یا تو مکمل طور پر کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی تھیں، جیسے عرب جاہلیت اور ہندوستان وغیرہ یا کم از کم توحید خالص کی روح سے نابلد تھیں، جیسے عالم عیسائیت جو تثلیث کے عقیدہ میں مبتلا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا تھا یا اگر کہیں توحید تھی بھی تو وہ انتہائی محدود جیسے یہودی جو بری طرح بکھراؤ کا شکار تھے۔ اسلام نے توحید خالص کی طرف دعوت دی اور اللہ کی بڑائی کا بول اس بلند آہنگی سے بولا کہ اس وقت سے توحید خالص کی یہ دعوت دنیا کی سب سے بڑی دعوت بن گئی اور اللہ کی بڑائی کا بول پوری قوت کے ساتھ پورے عالم میں جاری ہوگیا۔ اتنے بڑے پیمانے پر اور اس تسلسل اور دوام کے ساتھ توحید خالص کا نظریہ اسلام سے پہلے دنیا میں کبھی رائج نہیں رہا۔ احادیث میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا کہ اس سرزمین پر اس کی پرستش ہوگی۔‘‘ (دیکھئے سنن کبریٰ للبیہقی ۲:۴۳۵، مستدرک علی الصحیحین ۱:۳۰۶)

اسلام کے اس پیغام توحید نے دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی اور اس نے ایسی مذہبی، سیاسی، علمی و تہذیبی انقلابات کی راہ ہموار کی کہ پچھلی صدیوں میں جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ خالص عقیدۂ توحید سے نہ صرف مذہبی انقلاب برپا ہوا، بلکہ اس عقیدہ کی برکت سے انسانی ذہن اوہام و خرافات کی بھول بھلیوں سے نکل کر علوم و فنون کی ایسی وسیع شاہراہ پر آگیا، جس کے سامنے تحقیق و دریافت کی ایک عظیم الشان دنیا اس کی منتظر بیٹھی تھی۔

اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم جو اسلام کا دستور اساسی ہے وہ من و عن محفوظ اور ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس خصوصیت میں اسلام کا کوئی شریک نہیں۔ دوسری طرف اسلام کی دوسری اساس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، آپ کے اقوال و افعال ہیں، جنہیں اسلام نے اس طور پر محفوظ رکھا ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ صرف یہی نہیں، بلکہ آپ کے اقوال وافعال کی روایت کرنے والے اور تدوین کا فریضہ انجام دینے والے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ اور بعد کی صدیوں کے راویوں تک کے تفصیلی حالات بھی محفوظ ہیں۔

اسلام سے پہلے جو مذاہب رائج ہوئے، کچھ دنوں کے گزرنے کے بعد ان کے متبعین کی تعداد کم ہوتی گئی یا ان سے لوگوں کی دلچسپی کم ہوتی گئی، کیونکہ وہ مذاہب خاص وقت اور خاص قوم تک محدود تھے۔ ان میں وہ آفاقیت اور جامعیت نہیں تھی جو اسلام کے حصے میں آئی۔ اسلام مادیت اور روحانیت دونوں کو جمع کرنے والا اور ان دونوں کے درمیان مکمل اعتدال و توازن رکھنے والا مذہب تھا۔ اسلام نے رہبانیت اور جوگ کو مذہب قرار نہیں دیا، بلکہ اس نے انسان کی فطری و جبلی نفسیات اور خصوصیات کی رعایت کی اور ایسا جامع نظام زندگی پیش کیا جو انسان کی انفرادی و عائلی زندگی سے لے کر اس کی معاشرتی، سیاسی اور معاشی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط تھا۔

اسلام نے ایک قلیل عرصہ میں دنیا کی مذہبی حالت میں وہ انقلاب عظیم پیدا کیا، جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ دنیا میں بابل، ہندوستان و چین، مصر و شام اور یونان و روم میں بڑے بڑے تمدن پیدا ہوئے، اخلاق و افکار کے بڑے بڑے نظریئے قائم ہوئے، تہذیب و

شائستگی کے بڑے بڑے ... اصول وضع کیے گئے، یہ اصول و افکار سینکڑوں سال میں بنے، پھر بھی بگڑ گئے، صدیوں میں ان کی تعمیر ہوئی، پھر بھی وہ فنا ہوگئے لیکن اسلام کا تمدن چند برسوں میں تعمیر ہوا اور ایسا بنا کہ آج چودہ سو سال سے تمام روئے زمین پر قائم ودائم ہے۔

اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں ایک فرسودہ الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے، جب کہ پوری اسلامی تاریخ گواہ ہے مسلمان فاتح اور غالب ہونے کے باوجود تبدیلی مذہب کے سلسلے میں ہمیشہ روادار اور انصاف پسند واقع ہوئے ہیں۔ پوری اسلامی تاریخ میں بالجبر اسلام قبول کرنے کے واقعات معدوم ہیں، جب کہ اس کے برخلاف عیسائیوں کو جب بھی مسلمانوں پر غلبہ ہوا، انہوں نے مسلمانوں کو جبریہ عیسائی بنانے یا ان کا صفایا کردینے میں کوئی عار محسوس نہیں کی۔ اسپین اور صقلیہ (سسلی) اس کے گواہ ہیں کہ وہ ممالک جہاں مسلمانوں کی صدیوں حکومت قائم رہی، آج وہاں اسلام کا کوئی نام لیوا نہیں۔ اسلام پر عائد کیے جانے والے بے ہودہ الزامات میں یہ بالکل لغو اور فضول الزام ہے۔ انصاف پسند غیر مسلم مورخین نے بھی اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے۔ ایک مستشرق کے بقول: ’’تاریخ سے یہ واضح ہے کہ مفتوح اقوام میں اسلام کی اشاعت تلوار کی نوک پر ہونے کا الزام مورخین کے ذریعہ نقل کیا جانے والا انتہائی بے ہودہ اور لغو خیال ہے۔‘‘

(De Lacy O'Leary, Islam at the Crossroads, London, 1923, P;8)

اسلام روحانی سپر پاور:

اسلام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ تاریخ کے ہر دور میں ہمیشہ سپر طاقت ہی ثابت ہوا ہے۔ کبھی تو مسلمانوں کو سیاسی عروج کی بنیاد پر اسلام فاتح اور غالب بن کر رہا اور سیاسی غلبہ کے فقدان کی صورت میں اس نے قلوب پر حکمرانی کی۔ تاریخ میں چند ایسے موڑ بھی آئے ہیں جب لوگوں کو محسوس ہو چلا کہ اسلام اب زوال پذیر ہے اور اس کا چل چلاؤ شروع ہو چکا ہے، لیکن تھوڑی ہی مدت میں اچانک کایا پلٹ گئی اور اسلام پھر پوری آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہوگیا۔ پہلی مرتبہ عالم اسلام پر اور خصوصاً اس وقت کی سب سے بڑی اسلامی حکومت خلافت عباسیہ اور بغداد پر تاتاریوں کی یورش کے موقع پر لوگوں کو محسوس ہوا کہ اب اسلام کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ تاتاریوں کے طوفانِ بلاخیز سے اسلامی علوم وفنون کی دھجیاں اڑ گئی تھیں اور تہذیب وتمدن کا چراغ گل ہوگیا تھا، لیکن ایسے وقت جب اسلام کی سیاسی طاقت کا ستارہ اقبال گردش میں تھا، اسلام کی روحانی طاقت قلوب کو مسخر کررہی تھی اور جنہوں نے مسلمانوں کو مفتوح بنالیا تھا اسلام نے اسی فاتح قوم کے قلوب کو فتح کرنا شروع کیا تا آنکہ وہی تاتاری ایک دن اسلام کے سب سے بڑے محافظ اور پاسبان بن گئے۔

اسی طرح گزشتہ صدیوں میں جب ہندوستان سے سلطنت مغلیہ اور پھر خلافتِ عثمانیہ کا زوال ہوا اور نتیجہ کے طور پر اسلامی ممالک پر یوروپی استعمار کا تسلط ہوا، اس وقت کچھ لوگوں کو محسوس ہونے لگا کہ اسلام اب شاید زوال پذیر ہے۔ اس وقت بھی مسلمانوں کی سیاسی طاقت یقیناً شکست خوردہ اور زوال پذیر تھی، لیکن اسلام کی روحانی طاقت اور قوت تسخیر نے شکست تسلیم نہیں کیا اور اس نے اہل یورپ وامریکا کے قلوب کو مسخر کرنا شروع کیا۔ خلافتِ عثمانیہ کے زوال اور اکثر اسلامی ممالک و علاقہ جات پر یورپ کے استعماری قبضہ وتسلط کی وجہ سے گزشتہ انیسویں اور بیسویں صدی کے نصف اول میں یہ تصور بھی مشکل تھا کہ مسلمان کبھی امریکا یا یورپ میں اپنی بستیاں بسائیں گے اور وہاں پورے اسلامی تشخص وامتیاز کے ساتھ نہ صرف آباد ہوں گے بلکہ مساجد واسلامی مراکز بنا کر یورپ وامریکا کی ترقی یافتہ قوموں کو اپنا مدعو بنائیں گے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ امریکا میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک کروڑ اور یورپ میں تقریباً پانچ کروڑ ہو رہی ہے۔ اسلام اس وقت امریکا و یورپ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔

اسلام کی تسخیری قوت اور اس کے روحانی طور پر سپر پاور ہونے کا تصور مسلمانوں کا بنایا ہوا کوئی خواب نہیں، بلکہ تاریخ اسلام کے مختلف مراحل میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے اور ماضی قریب میں بھی ایسے خیالات پائے جاتے رہے ہیں۔ مشہور انگریزی مفکر اور فلسفی جارج برنارڈ شا نے نہایت کھل کر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

’’آئندہ سو برسوں میں اگر کوئی مذہب انگلینڈ، بلکہ پورے یورپ پر حکومت کرنے کا موقع پا سکتا ہے تو وہ مذہب اسلام ہی ہو سکتا ہے... میں نے اسلام کو اس حیرت انگیز حرکت و نمو کی وجہ سے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جو زندگی کے بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ ہونے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے، جو اس کو ہر زمانہ میں قابل توجہ بنانے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے... میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کے بارے میں پیشین گوئی کی ہے وہ کل کے یورپ کو قابل قبول ہوگا جیسا کہ وہ آج کے یورپ کو قابل قبول ہونا شروع ہوگیا ہے۔‘‘

(George Bernard Shaw in 'The Genuine Islam' Vol:1, No.8,1936)

فرانس کے طالع آزما سکندر زمانہ نپولین بونا

پارٹ کا کہنا ہے کہ مجھے امید ہے کہ وہ دن دور نہیں جب میں سارے ممالک کے سمجھ دار لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کروں گا اور قرآنی اصولوں کی بنیاد پر متحدہ حکومت قائم کریں گا۔ قرآن کے یہی اصول ہی صحیح اور سچے ہیں اور یہی اصول انسانیت کو سعادت سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔

(Napoleon Bonaparte as Quoted in cherfils, 'Bonaparte et Islam' Paris, France, pp;105,125)

آج بھی مغربی مصنفین اور محققین کی طرف سے ایسے مضامین کثرت سے شائع ہو رہے ہیں جس کا عنوان کچھ اس طرح ہوتا ہے: اسلام امریکا کا اگلا مذہب، مغربی یورپ میں آئندہ ۲۵ برسوں کے اندر مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے گی وغیرہ۔ اہل یورپ پر آج یہ خوف چھایا ہوا ہے کہ ایک صدی کے اندر مسلمان متعدد یورپی ممالک میں نہ صرف بڑھ جائیں گے بلکہ دیگر ہم وطنوں سے آگے نکل جائیں گے۔ اہل مغرب کے اسی خوف اور اس کی بنیاد پر عالم اسلام کے خلاف اس کی خفیہ یلغار کی وجہ مغربی لٹریچر میں ایک نئے لفظ ''اسلاموفوبیا'' (Islamophobia) کا اضافہ ہوا، جس کا مطلب ہے اسلام سے خوف کی نفسیات اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف تعصب کا اظہار۔

غرض یہ کہ اسلام کا وجود و ظہور انسانی تاریخ کا سب سے اہم اور قابل ذکر واقعہ ہے۔ یہ ایک ایسا نقطۂ انقلاب ہے، جس نے انسانی زندگی کے دھارے کو شر سے خیر کی طرف اور اندھیرے سے روشنی کی طرف پھیر دیا۔ اسلام کل بھی روحانیت کا سرچشمۂ اعلیٰ تھا اور وہ آج بھی انسان کی بھٹکی ہوئی روح اور اس کے آوارہ ذہن کو ایمان و یقین کی تازگی اور روحانیت کی لذت آگیں حلاوت سے بالیدہ و زندہ بنا سکتا ہے۔

ولادت باسعادت

جس گھڑی وہ نازشِ کون و مکاں پیدا ہوا
سارے عالم میں خوشی کا اک سماں پیدا ہوا

ابتدائے دہر سے حق کو رہا مطلوب جو
ہاں وہی محبوبِ خلاق جہاں پیدا ہوا

سرزمین کعبۃ اللہ گود پھیلائے بڑھی
ہاں اے خوشا معراج کا وہ میہماں پیدا ہوا

موسم گل کیوں نہ آئے جشن استقبال کو
ساکنانِ خلد کا وہ میزباں پیدا ہوا

''رحمۃ للعالمین'' اور صاحبِ ''خلق عظیم''
اسوۂ احسن، سراپا حق نشاں پیدا ہوا

رہ گئے حیرت زدہ احبار و رہبان دیکھ کر
وہ نبی الانبیاء، خاتم ﷺ کہاں پیدا ہوا

جس کے ہاتھوں میں ''لواء الحمد'' ہو روز جزا
حمد باری کو ولی وہ مدح خواں پیدا ہوا

ولی اللہ ولی عظیم آبادی

تعلیم کی اہمیت... اکابرین اسلام کی نظر میں!

ڈاکٹر مولانا شوکت اللہ حقانی

علم خاصہ انسان ہے اس لئے کہ دوسرے فضائل میں انسان کے ساتھ دیگر حیوانات بھی شریک ہیں جیسے شجاعت، جرأت، قوت، سخاوت اور شفقت وغیرہ۔ علم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ پر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر فرمائی اور سجدہ کا حکم فرمایا اور علم کو یہ شرف صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ تقویٰ کا وسیلہ ہے جس سے عنداللہ آدمی بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہوتا ہے۔

امام محمد بن الحسن بن عبداللہؒ فرماتے ہیں:

''تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَيْنٌ لاهله
وَفَضْلٌ وعنوان لکل المحامد وکن
مستفيد کل يوم زيادة من العلم
واسبح فی بحر الفوائد تفقه فان
الفقه افضل قائد الی البر والتقویٰ
واعدل قاصد هو العلم الهادی الی
سنن الهدی هو الحصن ينجی من
جميع الشدائد فان فقيهاً واحداً
متورعاً اشد علی الشيطان من الف
عابد العلم من شرطه لمن خدمه ان
يجعل الناس کلهم خدمه.''

(تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص: ۱۱، ۱۲)

ترجمہ:...... ''علم حاصل کرو کیونکہ علم عالم کے لئے زینت کا سبب ہے اور فضیلت اور ہر قابل تعریف بات کا عنوان ہے۔ اور ہر روز علم میں بڑھتے رہو اور فوائد کے سمندر میں تیرتے رہو فقہ حاصل کرو۔ کیونکہ فقہ تقویٰ کی طرف لے جانے والا بہترین راہنما ہے۔ فقہ راہ ہدایت پر چلنے والوں کے لئے نشان راہ اور ایسا قلعہ ہے جو تمام شدائد سے نجات دیتا ہے، کیونکہ ایک متقی پرہیزگار فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابدوں کی بہ نسبت بھاری ہے۔ علم کی شرط یہ ہے جو اس کی خدمت کرتا ہے تو علم تمام لوگوں کو اس کا خادم بنا دیتا ہے۔''

''اَلْعِلْمُ فِيْهِ حَيَاةُ الْقُلُوب كما
تحيا البلادُ اِذَا مَا مَسَّها المطرُ
والْعِلْمُ يجلوا العَمٰى عَنْ قَلْبِ
صَاحِبِهٖ كما يَجْلِی سَوَّادَ الظُّلْمَةِ
الْقَمَرُ.''

(جامع بیان العلم وفضلہ ص:۵۱)

ترجمہ:...... ''دلوں کے لئے علم میں اس طرح زندگی ہے، جس طرح مینہ سے زمین زندہ ہو جاتی ہے، علم کوری کو دل سے اس طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح چاند اندھیرے گھپ کو۔''

حضرت عبدالرزاق تابعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ کو کہتے سنا:

''اے قوم عرب علم حاصل کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ علم تم سے نکل کر غیروں میں چلا جائے گا اور تم ذلیل ہو کر رہ جاؤ گے، علم حاصل کرو کیونکہ علم دنیا میں بھی عزت ہے اور آخرت میں بھی''۔

ایک حکیم کا قول ہے: ''جو کوئی حکمت کو اپنی لگام بنائے گا لوگ اسے اپنا امام بنائیں گے، جس کی دانائی مشہور ہو جاتی ہے اس کی عزت بھی ہونے لگتی ہے۔ قدیم مقولہ ہے: ''علم سب سے بڑی شرافت ہے اور ادب وانسانیت سب سے اعلیٰ نسب ہے۔ ابن المقفع فرماتے ہیں: دولت وطاقت کی وجہ سے عزت کی جائے، تو خوش نہ ہو کیونکہ یہ عزت ناپائیدار ہے، ہاں علم یا دین کی وجہ سے عزت ہو تو خوش ہونا کیونکہ یہ عزت پائیدار عزت ہے''۔ انہی کا قول ہے: ''علم حاصل کرو، بادشاہ ہوئے تو اور اونچے ہو جاؤ گے، عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے۔''

(جامع البیان وفضلہ ص:۵۶)

حضرت معاویہ بن سفیانؓ صبح کے موقع پر میدان میں بیٹھے تھے، پہلو میں بیوی بیٹھی تھی، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے اور طرح طرح کے مسئلے پوچھے جا رہے ہیں، دریافت کیا یہ کون ہے؟ بتایا گیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہے یہ سن کر حضرت معاویہؓ نے بیوی سے کہا: ''اللہ کی قسم یہی شرف ہے دنیا وآخرت کا۔''

حجاج بن یوسف نے خالد بن صفوان سے پوچھا بصرہ کا سردار کون ہے؟ خالد نے جواب دیا ''حسن'' حجاج نے تعجب سے کہا: یہ کیونکر ممکن ہوا؟ ''حسن'' تو غلاموں کی اولاد ہیں، خالد نے کہا: ''حسن اس لئے سردار ہے کہ لوگ اپنے دین میں اس کے

محتاج ہیں' اور وہ ان کی دنیا میں کسی قسم کے محتاج نہیں، اللہ کی قسم! میں نے بصری میں کسی عزت دار کو نہیں دیکھا جو حسن کے حلقے میں پہنچنے کی کوشش نہ کرتا ہو، سب کو ان کا وعظ سننے اور ان سے علم حاصل کرنے کی آرزو رہتی ہے۔ یہ سن کر حجاج نے کہا: ''واللہ یہی سرداری ہے۔'' حضرت لقمان حکیمؒ سے پوچھا گیا: سب سے افضل کون ہے؟ کہا: ''مومن عالم'' اس کے پاس ہمیشہ بھلائی ملتی ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص:۵۶)

انقلاب محمد ﷺ کی بنیاد میں علم تھا:

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا اس کی بنیاد میں علم تھا۔ ایک طرف یہ وحی کا علم تھا اور دوسری طرف آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو ان امور میں بھی تربیت یافتہ بنادیا جو بظاہر دنیاوی ہیں اور آپ ﷺ نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ دنیاوی ترقی کے باب میں مسلمان معاصر اقوام سے پیچھے نہ رہیں۔ چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر طے پایا کہ جو قیدی ہیں ان میں سے جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے کہ اگر وہ انصار کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں گے تو انہیں رہا کردیا جائے گا۔ (مسند احمد ابن حنبل)

آنحضرت ﷺ نے اپنی عسکری قوت کو ٹیکنالوجی کے اعتبار سے بھی بتدریج بہتر بنایا۔ غزوہ طائف میں جو حیات طیبہ کی آخری دور کی جنگ ہے، مسلمانوں کی طرف سے ایک نیا ہتھیار منجنیق استعمال کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ جرش سے دو منجنیق لے کر آئے ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ منجنیق خود تیار کی۔ (ابوداؤد) گویا آپ ﷺ اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ علم کتنی بڑی نعمت ہے اور انہیں اس سے محرومی کسی طور گوارہ نہیں تھی آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں بھی علم کی فضیلت، اسکی فرضیت اور اس کی بنیاد پر بلندی درجات کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح حضرت عائشہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش کے متعلق فرماتی ہیں کہ وہ چمڑے سے مختلف اشیاء بنا کر انہیں بازار میں فروخت کرتی تھیں اس سے جو پیسے آتے تھے انہیں غریب لوگوں پر خرچ کرتی تھیں۔ بلازری اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ جو خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی تھیں نے حضور ﷺ کے عقد میں آنے کے بعد بھی الشفاء العدوی سے سیکھنے اور پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جہاں میسر ہو ہمیں اس کو حاصل کرنا چاہئے۔

تعلیم: تاریخی شواہد کے تناظر میں:

یہ بات قابل غور ہے کہ سنسکرت یا یونانی افکار میں جو علم تھا وہ دینی نہیں تھا، دنیاوی تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے اس علم کے حصول میں کسی تعصب کو قریب نہیں آنے دیا، انہوں نے دنیاوی علوم کو بھی دینی فریضہ سمجھ کر حاصل کیا جب تک مسلمانوں نے علم کے ساتھ یہ رویہ رکھا، دنیا میں ان کے اقتدار کو زوال نہیں آیا۔ اس طرح انہیں جب بھی معلوم ہوا کہ فلاں جگہ علم موجود ہے، مسلمان آگے بڑھے اور اسے اپنی میراث سمجھ کر حاصل کیا۔ یونانی فکر کی اطلاع مسلمان ریاست تک پہنچی تو مسلمان حکمرانوں نے اس کا اہتمام کیا کہ اسے عربی زبان میں منتقل کردیا جائے تاکہ مسلمان اس فکر و فلسفے سے استفادہ کرسکیں، چنانچہ مسلمانوں میں ابن رشد جیسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے ارسطو جیسے یونانیوں کے افکار پر عالمانہ تبصرے کئے یہ اب تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مغرب یونانی فکر سے اپنی عربی تراجم کی مدد سے روشناس ہوا۔

(A History of knowledge Ny: Doren, charless van, Ballantion Book, 1991, P:117)

عباسیوں کے عہد میں مسلمانوں کا دارالترجمہ اتنا وقیع تھا کہ دنیا میں کہیں کسی کتاب کی موجودگی کا علم ہوتا تو اسے ترجمہ کرکے اپنے ہاں محفوظ کرلیا جاتا تھا۔ مشہور ہے کہ مامون الرشید کے دور میں بعض افراد کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ ہندوستان جاکر سنسکرت سیکھیں اور پھر اس زبان کے علم کو عربی میں ترجمہ کریں۔ (مقالات شبلی، جلد سوم از شبلی نعمانی، نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۸۹ ص:۱۴) یہی معاملہ اسپین کی اسلامی سلطنت کا بھی تھا۔ (اندلس کی اسلامی میراث از ڈاکٹر ساجد الرحمٰن مدیر ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد)

ہارون الرشید کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے بادل کے ایک ٹکڑے کو آسمان پر اڑتا دیکھا تو کہا کہ تو جہاں جاکر بھی برسے گا، اس سے پیدا ہونے والی فصل کا خراج مجھ تک ضرور پہنچے گا۔ یہ اسلامی سلطنت کی وسعت کا اظہار تھا لیکن جیسے جیسے مسلمانوں کا رشتہ علم سے ٹوٹتا چلا گیا ان میں زوال کے آثار پیدا ہونے لگے جس کا نتیجہ ایک طویل غلامی کی صورت میں سامنے آیا جو کسی نہ کسی شکل میں آج تک جاری ہے۔ یہ بات تاریخ نے ثابت کردی کہ اگر مسلمانوں کو عروج حاصل ہوا تو علم کی وجہ سے اور اگر آج ان کی نشاۃ ثانیہ کا کوئی خواب دیکھا جاسکتا ہے تو وہ علم ہی کی بنیاد پر، آج مسلمانوں کی پستی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ہم ہر جگہ تعلیم اور علم کے میدان میں دنیا سے پیچھے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق مسلمانوں میں سائنسی تعلیم کی حالت بالخصوص ناگفتہ بہ ہے۔ جاپان میں چھٹی جماعت کا طالب علم ہمارے گیارہویں جماعت کے طالب علم سے زیادہ معلومات رکھتا ہے اور امریکا میں ثانوی سطح کا طالب علم ہمارے سائنس کے استاد سے زیادہ سائنس کی معلومات رکھتا ہے۔ (Islam and Scinence, London, Prvez Hoodbhay, 2nd Book,

(1991, p:40) پاکستان میں اب کہا جاتا ہے کہ شرح خواندگی 48 فیصد ہے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۷/نومبر ۲۰۰۲ء) جبکہ سری لنکا جیسے ملک میں گزشتہ کئی سالوں سے یہ شرح سو فیصد کے قریب رہی ہے۔ اس صورت حال میں کسی نشاۃ ثانیہ کا خواب دیکھنا یا یہ گمان کرنا کہ ہم دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کے مقابلے میں کھڑے ہو سکتے ہیں، احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔ اس معاملے میں دین کی تعلیم اور دنیا کا تجربہ دونوں ایک ہی حقیقت کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ جب تک علم اور ٹیکنالوجی میں ترقی نہیں کیجائے گی نہ ہماری معیشت مضبوط ہو سکتی ہے نہ ہم دنیا کے باوقار اقوام کی صفوں میں اپنے لئے جگہ بنا سکتے ہیں جب تک ہم اس حقیقت سے آنکھیں چار نہیں کریں گے محض بلند آہنگ دعووں اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے ہم پر ترقی کے دروازے نہیں کھل سکتے۔

تعلیمی میدان میں ہم کہاں؟

اگر ہم آج معاشرتی و معاشی ترقی کے معاملے میں سنجیدہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ ملک خوشحال ہو تو یہ تعلیم میں ترقی کے بغیر ممکن نہیں۔ ہمارا معاشرہ تعلیمی اعتبار سے ایک پسماندہ معاشرہ ہے یہاں سرکاری طور پر تعلیم کی شرح ۳۴ فیصد بتائی جاتی ہے، لیکن عملاً یہ اس سے بھی کہیں کم ہے قومی ادارے "نادرا" نے اب تک اڑھائی کروڑ شہریوں کے جو کوائف جمع کئے ہیں، اس کے مطابق یہ شرح نو فیصد ہے، تاہم اگر اسے ۳۴ فیصد بھی تسلیم کیا جائے تو بھی یہ کم شمار ہوگی۔ ہمارے مقابلے میں جنوبی ایشیاء کے دوسرے ممالک میں شرح خواندگی کہیں زیادہ ہے مثال کے طور پر سری لنکا میں یہ شرح سوفی صد کے قریب ہے۔ تعلیم کے بغیر ہم اپنے مذہبی فرائض درست طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے اچھے مسلمان نہیں بن سکتے، تعلیم کے بغیر ہم بحیثیت شہری اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے، اس لئے اچھے پاکستانی بھی نہیں بن سکتے اس سلسلے کو آگے بڑھاتے جائیں تو تعلیم کے بغیر ہم اچھے والدین بن سکتے ہیں نہ اچھی اولاد اور نہ ہی دیگر معاشرتی ذمہ داریاں ادا کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ ہم تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دیں اور معاشرہ کو تعلیمی اعتبار سے ترقی یافتہ بنائیں۔

جو معاشرہ تعلیمی اعتبار سے ترقی کرنا چاہتا ہے وہ سب سے زیادہ اہمیت پرائمری تعلیم کو دیتا ہے، لیکن پاکستان میں ہم اس سطح پر بھی کوئی قابل ذکر کارکردگی نہ دکھا سکے۔ تعلیمی منصوبہ بندی پر غور کیا جائے تو بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ اس بارے میں سنجیدگی اختیار کی گئی ہے، لیکن عملاً ایسا نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر پہلے پانچ سالہ منصوبے میں یہ ہدف رکھا گیا کہ پرائمری تعلیم میں طلباء و طالبات کی تعداد کو بڑھایا جائے گا۔ دوسرے پانچ سالہ منصوبے میں یہ طے پایا کہ اسکول جانے والے بچوں میں چھ سے گیارہ سال کے بچوں کی تعداد میں 42.3 فیصد سے 60 فیصد تک اضافہ کیا جائے گا، تیسرے منصوبے میں اسکول جانے والے بچوں کی تعداد ستر فیصد تک لے جانے کا عزم ظاہر کیا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تعداد میں قابل ذکر اضافہ ہوا، مثال کے طور پر ۱۹۵۰ء میں یہ تعداد نو لاکھ تھی، ۱۹۷۵ء میں پچاس لاکھ تک پہنچ گئی۔ (Education in Pakistan, Lahore: M.Iqbal, Aziz Publishers, P.110,111) تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ چودہ کروڑ کے ملک میں اسکول جانے والے بچوں کی تعداد ایک یا سوا کروڑ سے بڑھ نہیں سکی۔ اس کے کئی اسباب ہیں مثلاً ۱۹۷۵ء میں ہمارے ہاں پرائمری اسکولوں کی تعداد محض ۶۲ ہزار تھی۔ آج ضرورت ہے کہ ایک اجتماعی کوشش کے ذریعے اس تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ ہمیں نہ صرف اس تعداد میں اضافہ کرنا ہوگا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے لئے بھی کوشش کرنا ہوگی کہ ان بچوں کی تعداد میں کمی آئے جو تعلیم ادھوری چھوڑ کر ابتدائی جماعتوں ہی سے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کے بھی ظاہر ہے کہ اپنے اسباب ہیں لیکن ہمیں مل کر ان کا تدارک کرنا ہوگا اور اپنی نئی نسل کے مستقبل کو بچانا ہوگا۔ ☆☆

فتنہ گوہر شاہی کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکا جائے: قاضی احسان احمد

کراچی.... فتنہ گوہر شاہی کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکا جائے۔ اس فتنے سے متعلق ملک کے تمام مسالک اور امام کعبہ کی طرف سے فتویٰ جاری کیا گیا ہے کہ ریاض احمد گوہر شاہی اور اس کے عقائد ونظریات کی تبلیغ کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مختلف کورٹس نے اس فتنے کے خلاف قانونی کارروائی کی جس کی وجہ سے یہ فتنہ کافی عرصہ تک روپوش رہا، مگر زیر زمین تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہا، چند سالوں سے اس فتنہ نے انجمن سرفروشان اسلام کے عنوان سے ملک کے مختلف علاقوں میں محافل حمد ونعت کا اہتمام کیا، ان محافل کے ذریعے اپنے باطل عقائد کی تبلیغ میں مصروف رہے، ان حالات کو دیکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے منظور کالونی میں علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ شہر کے مختلف علاقوں کی طرح منظور کالونی میں بھی یہ فتنہ اپنے زہریلے جراثیم سے سادہ لوح مسلمانوں کو متاثر کر رہا ہے۔ ان کے خلاف علاقہ تھانہ میں ایک درخواست جمع کروائی گئی ہے جس میں انتظامیہ سے گزارش کی گئی ہے کہ اس فتنہ کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کو قانونی طور پر روکا جائے۔ انہوں نے ائمہ کرام سے گزارش کی کہ وہ منبر ومحراب سے بھی اس فتنہ گوہر شاہی کو عوام الناس تک پہنچائیں تاکہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس جھوٹ

آخری قسط

حافظ زبیر علی زئی

جھوٹ نمبر۲۲:

مرزا غلام احمد قادیانی نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے:

''نویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ جب اس کو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا۔'' (تذکرۃ الشہادتین، ص:۳۳، دوسرا نسخہ ص:۳۱، روحانی خزائن ج:۲۰ ص:۳۳)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کا کوئی ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید میں ہے کہ: ''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ'' (النساء:۱۵۷)... اور انہوں نے اسے (عیسیٰ کو) نہ قتل کیا اور نہ صلیب دی...۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اس کلام میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر۲۳:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''نسائی نے ابو ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے:

''یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین، یلبسون للناس جلود الضان، السنهم احلی من العسل وقلوبهم قلوب الذئاب یقول الله عزوجل ابی یغترون ام علی یجترؤن... الخ''

''یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا، وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سامال خرچ کریں گے۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے، ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے، خدا کہے گا کہ کیا تم میرے علم کے ساتھ مغرور ہو گئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے لگے۔''

(کنزالعمال، ج:۷، ص:۱۷۴)

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص:۱۲۵، دوسرا نسخہ ص:۷۳، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۲۱۱)

''دجال'' کے لفظ کے ساتھ یہ حدیث نہ تو نسائی کی کتاب میں موجود ہے اور نہ کنزالعمال میں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں موجود ہے۔ یہ روایت: ''یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین .... الخ'' یعنی مذکورہ روایت میں رجال ہے نہ کہ ''دجال'' اور لفظ رجال کے ساتھ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

کنزالعمال، ج:۱۴، ص:۲۱۴، ح:۳۸۴۴۳ بحوالہ ترمذی، مشکوۃ المصابیح: ۵۳۲۳ بحوالہ ترمذی، سنن الترمذی: ۲۴۰۴، کتاب الزہد لابن المبارک، ص:۱۷، ح:۵۰، کتاب الزہد لہناد بن السری، ج:۲ ص:۴۳۷، ح:۸۶۰، جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر:۱/۱۸۹ح:۱۸۹، ح:۶۰۹، دوسرا نسخہ ۱/۲۳۲، شرح السنۃ للبغوی:۱۴/۳۹۴، ح:۴۱۹۹۔

حدیث میں ''رجال'' کا لفظ ہے جبکہ مرزا قادیانی نے ''دجال'' کا لفظ لکھا ہے اور اس کا ترجمہ بھی دجال کیا ہے تاکہ عیسائی پادریوں کے گروہ کو دجال قرار دے۔ بعض قادیانیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ (کنزالعمال: ج:۷، ص:۸) مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد اور اس کتاب کے (ایک) قلمی نسخے میں ''دجال'' کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ عرض ہے کہ کنزالعمال کے مشہور نسخے اور ترمذی و مشکوۃ وغیرہما کے ''متون'' کی دلیل سے اس سخت ضعیف و مردود روایت میں ''دجال'' کا لفظ غلط ہے۔

درج بالا حدیث بلحاظ سند سخت ضعیف ہے، اس کا راوی یحییٰ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب متروک ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب:۷۵۹۹)

جھوٹ نمبر۲۴، ۲۵:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کردے گا اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اور میں بالآخر دعا کرتا

Sonara Gold Colection

سونارا گولڈ کلیکشن

NP1/59 مرادلوہار اسٹریٹ، صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

Cell: 0300-8932894, 0313-8932894

ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہوں اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی ذلت کے ساتھ ہلاک کر...“

(روحانی خزائن، ج:۹، ص:۱۴۴،۱۴۵)

مرزا نے عبداللہ آتھم عیسائی کی ہلاکت کے لئے جو مدت مقرر کی تھی وہ اس میں ہلاک نہ ہوا اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں (بڑی لڑکی) محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی بلکہ مرزا کی موت کے وقت اور اس کے بعد محمدی بیگم موت تک سلطان محمد کے نکاح میں رہی، لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ دونوں پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں؟

جھوٹ نمبر ۲۶:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

”ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے، یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۲۸۹)

یہ سب مرزا کا جھوٹ اور افترا ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان تمام الزامات سے بری ہیں۔ مرزا کا یہ کہنا کہ ”عیسیٰ علیہ السلام کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی“ کائنات کا غلیظ ترین جھوٹ اور صریح کفر ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷:

مرزا قادیانی نے لکھا:

”اول تم میں سے مولوی اسماعیل علیگڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا۔ سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا اور اب خاک میں اس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔“ (نزول المسیح، ص:۳۳، دوسرا نسخہ ص:۳۱، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۴۰۹)

مولانا محمد اسماعیل علیگڑھؒ نے نہ تو یہ بات کہی اور نہ اپنی کسی کتاب میں لکھی، لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی نے ان پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸:

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا، مرزا لکھتا ہے:

”تب اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا، مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔“ (چشمہ معرفت، ص:۳۲۲، روحانی خزائن، ج:۲۳، ص:۳۳۷)

مرزا قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں مر گیا اور ڈاکٹر پٹیالوی اس کے مرنے کے گیارہ سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۱۹ء میں فوت ہوا۔ مرزا کے آخری دور کی یہ پیشگوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔

جھوٹ نمبر ۲۹:

مرزا قادیانی نے لکھا:

”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (حاشیہ کشتی نوح، ص:۷۳، دوسرا نسخہ:۲۲، روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۷۱)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا شراب پینا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا مرزا نے ان پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰:

مرزا احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کے بارے میں مرزا قادیانی نے لکھا:

”اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کا میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے، یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔“ (شہادت القرآن، ص:۷۹، دوسرا نسخہ ص:۵۵،۵۹، روحانی خزائن، ج:۶، ص:۳۷۵)

مرزا کی مقرر کردہ میعاد میں سلطان محمد نہیں مرا بلکہ سلطان محمد کی زندگی میں مرزا مر گیا۔ سلطان محمد نے اپنی بیوی محمدی بیگم کے ساتھ اطمینان سے زندگی گزاری

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

اور مرزا کی موت کے کافی عرصہ بعد اولاد چھوڑ کر فوت ہوا، وہ نہ تو مرزا سے ڈرا اور نہ قادیانیت قبول کی۔

قارئین کرام! ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے تمیں جھوٹ اس کی اپنی کتابوں سے باحوالہ و باتبصرہ پیش کر دیے ہیں، ان کے علاوہ مرزا قادیانی کے اور بھی بے شمار اکاذیب و افتراءات اس کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً ابو عبیدہ نظام الدین بی اے سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول کوہاٹ نے ''برق آسمانی بفرق قادیانی، کذبات مرزا'' حصہ اول میں مرزا کے دو سو سے زیادہ جھوٹ جمع کر دیے ہیں۔ مرزا کی جھوٹی پیشگوئیاں اور جھوٹے الہامات بے حد و حساب ہیں۔

مشہور اہل حدیث علماء مثلاً ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ اور مولانا محمد حسین بٹالویؒ وغیرہم کی تصانیف اور تحریروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بہت سے اکاذیب کا ذکر موجود ہے۔

''فسانۂ قادیان'' کے مصنف مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ (متوفی ۱۹۹۰ء) کی کتاب ''مرزا قادیانی کے دس جھوٹ'' انتہائی بلند پایہ اور ناقابل جواب ہے۔

قادیانی امت والے اپنے خود ساختہ رسول کے جھوٹوں کو غلطیاں اور سہو وغیرہ کہہ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب و دجال ہونے سے نہیں بچا سکتے۔

مرزا قادیانی اپنے بارے میں لکھتا ہے:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء معیار اہل الاصطفاء، ص:۱۵، دوسرا نسخہ، ص:۱۱، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۳۱)

مرزا قادیانی نے لکھا:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (ملفوظات مرزا، ج:۵، ص:۴۴۷، تحت ۳/فروری ۱۹۰۸ء)

مرزا قادیانی کا اپنے بارے میں یہ عقیدہ تھا:

''ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔'' (دیکھئے تذکرہ، ص:۷۰۴، رقم:۵۲۵، اربعین نمبر ۳)

مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں لکھا:

''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت (پاکیزگی) ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قویٰ (اعضاء) میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا۔'' (دافع الوساوس، ص:۹۳، روحانی خزائن، ج:۵، ص:۹۳)

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح جھوٹوں کو قادیانی فرقے والے خطا یا وہم یا سہو کہہ کر بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔ ☆☆

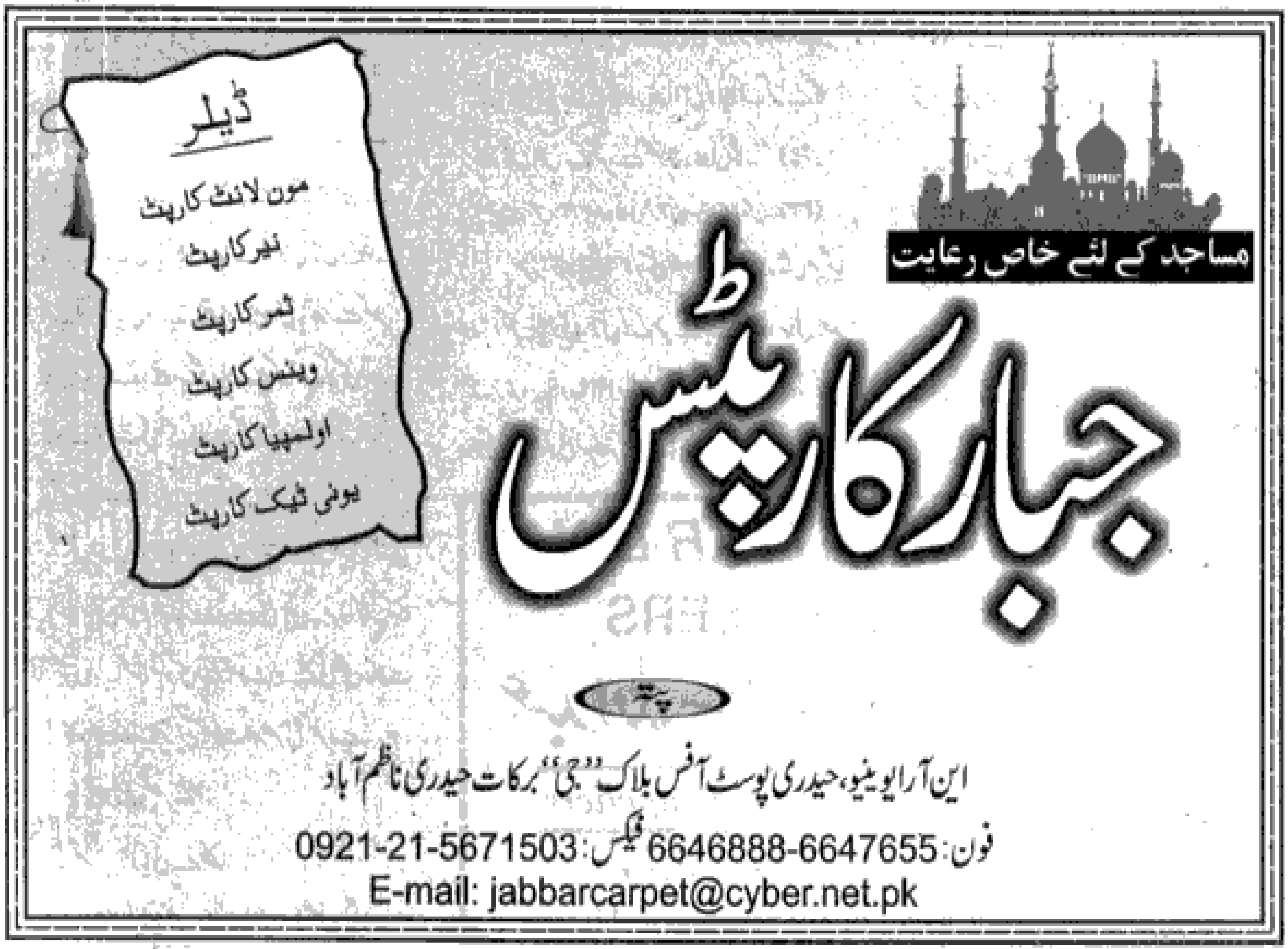

امراضِ مرزا قادیانی!

”روئے زمین پر کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو وقتی ابتلاء و آزمائش میں صرف اس لئے ڈالے جاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و یقین کا امتحان لے کر انہی سرخروئی سے سرفراز فرمائے لیکن کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے سیاہ کارناموں کے باعث ڈھیل دیتا ہے، پھر جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو فرار کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور عاصی و طاغی شخص روئے زمین پر عبرت کا مرقع بن جاتا ہے۔

مرزا قادیانی بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی اور جب پکڑ فرمائی تو عاد و ثمود کی طرح مرزا قادیانی کا عبرت کا مجسمہ بن گیا، اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے متضاد دعاوی کی طرح اس کو لاحق امراض بھی کچھ اس قسم کے تھے کہ یونان کے حکماء اور بنگال کے جادوگر بھی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ ذیل کے مضمون میں مرزا قادیانی کی مختلف النوع اور سب رنگ بیماریوں کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔“ (ناصر الدین مظاہری)

دوسری قسط

مولانا نور محمدؒ تانڈوی

☆☆..................☆☆

قے اور دست کی بیماری:

اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے بعد آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک اور دفعہ حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم سب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک دست آ گیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ (سیرۃ المہدی ص:۱۰۷)

(۲) جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی اس کام میں وہ برابر اخیر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے یہاں تک کہ بیماری (دست اور قے) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً ۱۲ گھنٹہ کی بیماری کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

(رسالہ ریویو قادیان ص۳۲۱ر۹ جلد۳)

(۳) خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ .... میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اِدھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ (سیرۃ المہدی ص۷ ج۱)

دق وسل:

(۱) حضرت اقدس (مرزا) نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہو گئی اور قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے۔ (حیات احمد ص۹۷ ج۲ ر۱)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

(۲) بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے اک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب (مرزا) کو سل ہوگئی تھی۔ (سیرۃ المہدی ص ۴۳ ج ا)

(۳) اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی دورہ ہوا تھا۔ (نزول المسیح ص ۲۹ کا حاشیہ)

آنکھوں کی بیماری:

(۱) مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت مرزا صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں .... ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔ (سیرۃ المہدی ص ۷۷ ج ۲)

کثرت پیشاب اور ذیابیطس:

(۱) مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے، پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک دن میں پیشاب آتا اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ (نسیم دعوت ص ۶۷)

(۲) اور دوسری ..... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اربعین ص ۴/۳)

(۳) دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے .....اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے ..... (حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳، سیرۃ المہدی ص ۴۲ ج ا)

اس کے علاوہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ ص ۵ اور اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۶ رسالہ ریویو قادیان ماہ مئی ۱۹۲۷ء، نزول المسیح ۲۰۹ کا حاشیہ تریاق القلوب ص ۳۰ ج ۳۶ میں بھی کثرت پیشاب اور مرض ذیابیطس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ کے ساتھ مراق کی محبت:

(۱) مرزا صاحب خود لکھتے ہیں: میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کیلئے چہل قدمی مفید ہے۔

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ ص ۱۴ کتاب منظور الٰہی ۲۴۳)

بقیہ: اداریہ

دیکھا قادیانی دعوت کا زور؟ اور قادیانی رحمۃ للعالمین کی برکات کا ظہور؟ الفضل کی عبارت ایک بار پھر پڑھئے اور خط کشیدہ الفاظ کے مضمرات پر غور فرمایئے۔ گویا وہ کہنا چاہتا ہے کہ ”رحمۃ للعالمین“ کا لقب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص نہیں بلکہ یہ لقب تو خود مرزا کا اپنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک!

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مرزائیوں اور قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے حقیقتاً مسلمان نہیں، بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل ص: ۱۱۰)

مسلمانو! غور کرو، متنبی قادیان ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و خصوصیات اور آپ کے مناقب و مفاخر کو اپنے لئے ثابت کرے اور جن کی ناپاک روحانی ذریت، امت مسلمہ کو پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے، ان کے بارہ میں ایک مسلمان کا رطب اللسان ہونا، ان کے ساتھ اپنوں جیسا سلوک کرنا اور ان کو با اخلاق کہنا، کیا کسی مسلمان کی غیرت ایمانی اور حمیت مسلمانی اس کو برداشت کر سکتی ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خبریں برائے اہلِ نظر

قادیانی ملک وملت کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رہے ہیں: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

حیدر آباد (مولانا توصیف احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے زیر اہتمام یکم جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار کو علماء کرام کے اہم اجلاس میں مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے دعویٰ نبوت کیا اور اسلام کے متفقہ اور مسلمہ عقائد کا انکار کر کے اپنے باطل عقائد و نظریات کا پرچار شروع کیا تو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے مرزا کے کفر کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے کہا کہ آج قادیانی ملک وملت اور اسلام کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رہے ہیں، ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہو، مسئلہ کشمیر ہو یا عراق، میموگیٹ کیس ہو یا سرکردہ افراد کے قتل کی سازش، ان سب میں قادیانیت ملوث ہے، بعدازاں علماء کرام نے تجاویز پیش کیں کہ: (۱) ماہانہ درس کا اہتمام ہو، (۲) مدارس میں بھی ختم نبوت کے موضوع پر بیانات کئے جائیں، (۳) ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کے خریدار بنائے جائیں، (۴) لٹریچر کی تقسیم عام کی جائے تاکہ ہر مسلمان کو عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہی ہو۔ اجلاس کی صدارت مولانا عبدالسلام قریشی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد نے کی۔ راقم الحروف کے علاوہ مولانا محمد علی صدیقی مبلغ میرپور خاص، جمعیت علماء اسلام کے راہنما قاری کامران احمد، مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا محمد عاصم، مولانا عبدالمجید ہالیجوی، مفتی سیف اللہ، قاری رفیق اللہ و دیگر حضرات نے شرکت کی۔

معراج کی رات تمام انبیاء کرامؑ نے آپ ﷺ کی اقتدا کی

حیدرآباد.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے جامع فاروقیہ میں جمعہ کے اجتماع میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے خاتم النبیین لکھا گیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بہت سارے نام ہیں: میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی ہوں (اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا) اور میں حاشر ہوں (میرے بعد لوگوں کو جمع کیا جائے گا) یعنی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت آئے گی کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ اللہ رب العزت نے ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان اقدس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا، ہر نبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع دی، معراج کی رات تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی، قیامت میں بھی سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ انہوں نے آخر میں سامعین سے اپیل کی کہ علاقے میں قادیانی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔

مولانا شجاع آبادی کا دورہ ٹنڈوالہ یار

۲/جنوری ۲۰۱۲ء حیدر آباد کے پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ مولانا قاضی احسان احمد، راقم کے ہمراہ ٹنڈوالہ یار تشریف لے گئے۔ حضرت شجاع آبادی مدظلہ نے بعد نماز مغرب جامع صدیق اکبر (بکیرا روڈ) میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام کو بے شمار صفات عطا کیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، امانت دار اور صادق تھے۔ اسی طرح تمام عیوب والی بیماریوں سے پاک تھے، تمام انبیاء کو وحی ان کی اپنی زبان کے مطابق آتی تھی اور ان پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام حضرت جبرئیل تھا اور جس جگہ انبیاء کا انتقال ہوا وہی جگہ ان کا مدفن بنی، تمام انبیاء کا نام مفرد تھا اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی خائن اور جھوٹا تھا۔ مرزا نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کے نام سے چندہ جمع کیا، رقم ہڑپ کر لی مگر پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا نہیں کیا، اسی طرح مرزا قادیانی نے قرآن پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ ''قرآن میں قادیان کا ذکر'' ہے، بخاری شریف پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ بخاری شریف میں یہ لکھا ہوا ہے: ''ھٰذا خلیفة اللّٰہ المھدی'' اسی طرح مرزا کو وحی انگریزی، اردو، عربی اور دیگر زبانوں میں آتی اور مرزا کے فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی تھا، مرزا لاہور میں مرا اور اس کی لاش ریل گاڑی میں رکھ کر ہندوستان لائی گئی اور قادیان میں تدفین ہوئی، ایسے جھوٹے مدعی نبوت، کاذب دجال کے فتنہ سے امت مسلمہ کی رہنمائی ہماری ذمہ داری ہے، لہٰذا تمام طلبا اور عوام مل کر اپنے علاقہ میں تحفظ ختم نبوت کے مشن کو پھیلائیں۔

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈوالہ یار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲/ جنوری ۲۰۱۲ء بعد نماز عشاء جامع مسجد گلی میر واہ روڈ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے اپنے بیان میں کہا کہ دنیا کا نظام تباہ ہوجائے، کائنات ملیا میٹ ہو جائے، سورج، ستارے بے نور ہوجائیں یہ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی

بات غلط نہیں ہوسکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ فرمایا: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں، قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا، جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔'' اب کوئی قادیانی، مرزائی، منکر حدیث اس کے خلاف بات کرے تو ہم کہیں گے تم سب جھوٹے ہوسکتے ہو، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت پر پورے دین کی بنیاد ہے، اس بنیادی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اسلام کی سربلندی کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد ۲۵۹ کے قریب ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ایک جنگ میں ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کا شہید ہونا پوری امت مسلمہ کے لئے پیغام ہے کہ امت کا قیمتی سرمایہ تو قربان کیا جاسکتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے فتنۂ قادیانیت کا مطالعہ کیا تو آپ نے اپنے تمام شاگردوں اور طلبا کو تردید قادیانیت کی طرف متوجہ کیا اور آپ فارغ التحصیل ہونے والے طالب علم کو تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے ایک گھنٹہ بھی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کام کیا، اس کو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی، اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے، کیونکہ وہ اپنے مالک سے وفاداری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کانفرنس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جامعہ صدیق اکبر کے استاذ مولانا خالد نثار نے انجام دیے۔

تحفظ ختم نبوت کے کارکنان خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل ہیں

ماہانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست سے خطاب

کراچی (محمد قاسم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد باب الرحمت، مرکز ختم نبوت میں ہر اسلامی ماہ کی تیسری جمعرات بعد نماز مغرب تا عشاء تربیتی نشست منعقد کی جاتی ہے، جس کا بنیادی مقصد دینی وعصری تعلیمی اداروں کے نوجوان طلبا کے ذہنوں میں اس مقدس کاز کی اہمیت اجاگر کرنا ہے۔ ان نشستوں سے ممتاز علمائے کرام خطاب فرماتے ہیں۔ ۱۲/ جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات اس ماہ کی چوتھی تربیتی نشست سے جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، محمد علی سوسائٹی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی شفیق احمد خان بستوی مدظلہ العالی نے خطاب کرتے ہوئے طلبا سے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے کارکنان درحقیقت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل ہیں اور یہ وکیل آپؐ کے سفیر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور پوری دنیا کے انسانوں سے بڑے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں، لہٰذا عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے خوش نصیب اور سعادت مند ہیں۔ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گویا ذاتی محافظ ہیں۔ اس نسبت سے ایسے افراد کے لئے ضروری ہے کہ علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر اخلاص سے عمل پیرا بھی ہوں اور عنداللہ مقبول ہونے کے لئے اپنے باطن کی بھی اصلاح کرلیں، دینی مدارس کے طلبہ کے اندر بہت اعلیٰ صفات موجود ہیں، آپ شاہین صفت لوگ ہیں، اس لئے آپ اپنی قدر پہچانیں اور ایسے کام نہ کریں جو آپ کی شان کے خلاف ہوں۔ انہوں نے نوجوان طلبا کی اصلاح وذہنی تربیت کرتے ہوئے کہا کہ انسان میں تین صفات ہیں کہ ان میں اعتدال نہایت ضروری ہے: (۱) عقل، (۲) غصہ، (۳) شہوت ان تینوں میں افراط وتفریط سے انسان میں رذائل وخرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ انسان مجنون، ظالم، جابر اور فاسق وفاجر بنتا ہے یا بے وقوف، بزدل اور کمزور ہوجاتا ہے، ان تینوں میں اعتدال کی راہ اپنانے سے صبر وشکر، قناعت اور حلم ورضا کی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔

مرکزی مبلغین کا دورۂ نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام نواب شاہ میں مختلف مقامات پر تحفظ ختم نبوت پروگرام منعقد کئے گئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۲۷/ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد سوسائٹی میں مفتی محمد راشد مدنی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ عیسائی اور قادیانی اپنے اپنے مذہب کے پرچار اور تبلیغ کے لئے ہر طرح کے دجل وفریب سے کام لے رہے ہیں، ہمیں ان کے دجل وفریب کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا ہے اور ان کی مکروہ چالوں کو ناکام بنانا ہے۔ نوجوان نسل کا ایمان بچانا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا ہے۔

۲۸/ دسمبر بروز بدھ بعد نماز فجر جامع مسجد باب الرحمت منوآباد نواب شاہ میں مفتی محمد راشد

مدنی نے درس قرآن دیتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا رسول، نبی نہیں آئے گا، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ دجال کذاب ہوسکتا ہے نبی کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔

۲۸/دسمبر بروز بدھ جامعہ باب البرہان منو آباد میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے علماء اور طلبا سے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت کو بیان کیا اور طلبا کو یہ نصیحت کی کہ اپنے اکابرین کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر مکمل تیاری کریں اور علماء سے یہ گزارش کی کہ ہر مہینے کا ایک جمعہ ختم نبوت کے لئے وقف کریں۔

۲۸/دسمبر بروز بدھ، جامعہ دارالعلوم نواب شاہ کے طلبا اور علماء سے مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں جتنے غزوات پیش آئے ان سب میں جتنے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے ان کی تعداد ۲۵۹ ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو سب سے پہلے جنگ لڑی گئی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی، اس میں بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے، صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے اوقات کو قیمتی بنائیں اور ختم نبوت کے موضوع پر مکمل تیاری کریں اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کریں۔

۲۸/دسمبر بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد لائن پار نواب شاہ میں اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت پر قرآن مجید کی آیات اور احادیث متواترہ وارد ہیں، اس لئے یہ عقیدہ امت میں تواتر سے چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا ہے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور گستاخ ہیں، ہمیں ہر صورت میں ان باغیوں کے خلاف کام کرنا اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہے۔

۲۹/دسمبر بروز جمعرات بعد نماز فجر کبیر مسجد نواب شاہ میں درس دیتے ہوئے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ حضرت جبیر ابن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ ''میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اس حدیث مبارکہ سے ختم نبوت پر واضح دلیل موجود ہے۔

۲۹/دسمبر بروز جمعرات صبح کے وقت جامعہ عزیزیہ حسینیہ روڈ کے علماء اور طلبا سے مفتی محمد راشد مدنی نے خطاب کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہم اپنے وقت کو قیمتی بنائیں درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ فارغ اوقات میں اپنے اکابرین کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور چھٹیوں میں اپنے اپنے علاقوں میں جاکر ختم نبوت کا کام کریں۔

جامع مسجد کی لائن پار نواب شاہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت قادیانی شعائر اسلام کو استعمال نہیں کرسکتے اور نہ قادیانیت کی کھلے عام تبلیغ کرسکتے ہیں۔ انہوں نے حکمرانوں سے یہ مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو ان قوانین کا پابند بنایا جائے اور انہوں نے عام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ قادیانیوں پر کڑی نظر رکھیں اور کسی بھی قسم کی قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمی دیکھیں تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اطلاع دیں تاکہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکے۔ جامع مسجد باب الریان، غلام رسول شاہ کالونی نواب شاہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قادیانی ملکی سالمیت کے لئے خطرہ ہیں، یہ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف گاہے بگاہے سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مفکر پاکستان علامہ اقبال نے کہا کہ: ''قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے غدار ہیں'' انہوں نے کہا کہ عالمی تحفظ ختم نبوت کا یہ قافلہ حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت امیر شریعتؒ کے مشن کو خلیفۂ اوّل سیّدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کے مطابق جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لئے جاری رکھے گا تاکہ کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ مولانا تجمل حسین نے جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں جمعہ کا بیان کیا۔

☆☆..........☆☆

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔ بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجیے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304